بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلّہ

الحق

ماھنامہ

دسمبر ۲۰۰۰ء / جنوری ۲۰۰۱ء

مُدیر مسئول

مولانا سمیع الحق

أَلْأُمُّ مَدْرَسَةٌ إِذَا أَعْدَدْتَهَا أَعْدَدْتَ شَعْبًا طَيِّبَ الْأَعْرَاقِ

ماں ایک ایسا مدرسہ ہے اگر تُو نے اسے تیار کر دیا تو اعلیٰ اور عُمدہ نسل کی ایک قوم تیار کر دی

بچیوں کی اعلیٰ دینی تعلیم کا عظیم منصوبہ

الجامعة المحمدية للبنات

داخلہ

كُلِّيَّةُ الشَّرِيْعَةِ وَأُصُوْلِ الدِّيْن

چھ سالہ عالمہ کورس (ایم اے عربی و اسلامیات)

طالبہ اس مرحلے میں علومِ عربیہ اور دینیہ میں سے صرف، نحو، بلاغة، عربی ادب، فقہ، اصولِ فقہ، تفسیر، اصولِ تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فرائض، اسلامی تاریخ اور سیرت کی تعلیم حاصل کرے گی اور علومِ عصریہ میں سے وہ جملہ علوم حاصل کرے گی جو عورتوں کے ساتھ مختص ہیں یا اسلامی معاشرے کی مصلحت اس کی مقتضی ہے تاکہ جہاں وہ اسلامی اور عصری ثقافت سے مکمل طور پر آگاہ اور باخبر ہو، وہاں اس دور کی نئی نسل کی تربیت پر بھی قادر ہو، اور ایک عظیم ماں، مثالی بیوی، بیدار مغز بہن اور پابندِ شریعت بیٹی کا کردار ادا کر سکے۔

كُلِّيَّةُ الشَّرِيْعَةِ وَأُصُوْلِ الدِّيْنِ بِالْجَامِعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ لِلْبَنَات کا چھ سالہ نصابِ تعلیم اور قواعد و ضوابط (prospectus) آپ جامعہ کے دفتر سے حاصل کر سکتے ہیں یا بذریعہ ڈاک منگوا سکتے ہیں۔

كُلِّيَّةُ الشَّرِيْعَةِ وَأُصُوْلِ الدِّيْن میں شروط کے مطابق

داخلہ جاری ہے

بیرونی طالبات کے لئے

کھانے پینے اور رہائش کی تمام سہولتوں سے آراستہ وسیع و عریض دار الاقامة موجود ہے

كُلِّيَّةُ الشَّرِيْعَةِ وَأُصُوْلِ الدِّيْن میں داخلہ کی شروط:

- طالبہ کی عمر ۱۸ سال سے زائد نہ ہو۔
- طالبہ نے میٹرک کا امتحان کم از کم (سی) گریڈ میں پاس کیا ہو۔

غلام مصطفیٰ حسن مہتمم الجامعة المحمدية للبنات ۸۶-اے کشمیر روڈ، غلام محمد آباد فیصل آباد ○ پاکستان

Phone : (0092) 41 - 691700 / 681700 Fax : (0092) 41 - 682700

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق

جلد نمبر ـــ 36
شمارہ نمبر ـــ 3-4
شوال ۱۴۲۱ھ
دسمبر، جنوری ۰۱-۲۰۰۰ء

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر
حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

12 FEB 20

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز : افغانستان پر اقوام متحدہ کی ظالمانہ پابندیوں کے خلاف دفاعِ افغانستان کونسل اور متحدہ اسلامی کانفرنس کا انعقاد۔ بھارت میں المناک زلزلہ ' ظالم حکمرانوں کیلئے تازیانۂ عبرت۔ لیبیا کے ساتھ امریکہ اور برطانیہ کا معاندانہ رویہ۔ جامعہ فاروقیہ کراچی کے ممتاز مدرسین کی شہادت۔ مولانا ضیاؔ القاسمیؒ ' مولانا محمد امین اوکاڑویؒ اور مولانا لقمان علی پوریؒ کے سانحہ ہائے ارتحال .... مولانا راشد الحق سمیع حقانی ۲

متحدہ اسلامی کانفرنس کا خطبہ استقبالیہ ' مشترکہ اعلامیہ .... از مولانا سمیع الحق صاحب ۸

نظام اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی (درس ترمذی) .... حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۱۷

رؤیت ہلال۔ اختلاف مطالع اور فلکی حساب (قسط ۲) .... مولانا مفتی مصباح الدین قاسمی ' انڈیا ۲۹

افغانستان پر پابندیاں۔ امت کی غیرت کے لئے ایک کھلا چیلنج .... جنرل (ر) حمید گل ۴۷

ولیم میور دیانند سرسوتی اور سرسید .... جناب ضیاؔ الدین لاہوری ۵۱

ایک غلطی کی اصلاح .... پروفیسر عبد الماجد ۶۳

دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۶

تعارف و تبصرہ کتب .... م۔ا۔ف ۶۹

نوٹ: مدرسے کی تعطیلات کی وجہ سے مجلہ کی اشاعت میں تاخیر ہوئی۔ جس پر ادارہ قارئین سے معذرت خواہ ہے۔ یہ شمارہ دو ماہ دسمبر ۲۰۰۰ء اور جنوری ۲۰۰۱ء پر مشتمل ہے۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر : 630340-630435 (0923)
ای میل ایڈریس : Email : haqqania@hotmail.com

سالانہ بدل اشتراک۔ اندرون ملک فی پرچہ -/15 روپے سالانہ -/150 روپے بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر : مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ' منظور عام پریس پشاور

Baber Hanif Computer Compositer

نقشِ آغاز راشد الحق سمیع حقانی

افغانستان پر اقوام متحدہ کی ظالمانہ پابندیوں کے خلاف دفاعِ افغانستان کونسل اور متحدہ اسلامی کانفرنس کا انعقاد

ایک بار پھر افغانستان اور اس کی مظلوم عوام پر مسلم کش ادارہ اقوام متحدہ نے انسانی تاریخ کی نہایت ہی بدترین پابندیوں کا نفاذ 20 جنوری سے کر دیا ہے۔ یہ جانبدارانہ اور ظالمانہ قرارداد روس اور امریکہ دونوں نے متفقہ طور پر سلامتی کونسل میں پیش کی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا اطلاق بھی پلک جھپکنے میں شروع ہو گیا۔ ماضی میں انہی دو ظالم قوتوں کی باہمی کشمکش کے باعث افغانستان آج کھنڈرات میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اس وقت تو انہیں اور اقوام عالم کو اس اجڑے ہوئے ملک کی تعمیر نو کے لئے کردار ادا کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اسی لٹے پٹے ملک کے عوام پر انہی دو بد معاشوں نے مصائب کے مزید پہاڑ گرانا شروع کر دیئے۔ اس موقع پر مسلم امہ نے اپنی روایتی بے حسی کا مظاہرہ پھر سے دوہرایا اور امریکہ کے فرمانِ شاہی کے مطابق اپنے مسلم بھائیوں کی ہر طرح کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ آج افغانستان پھر سے شعب ابی طالب کا منظر پیش کر رہا ہے اور زمانہ حال کے ابو جہل وغیرہ پوری کوشش کر رہے ہیں کہ افغانستان کے لالہ زاروں اور پہاڑوں میں چراغِ مصطفوی اور دین حق کی جو شمع فروزاں ہوئی ہے اسے کسی بھی صورت میں جلنے نہ دیا جائے۔ لیکن یہ امریکہ اور اقوام متحدہ کی بہت بڑی بھول ہے اگر ان پابندیوں' جور و جفا اور جبر و قوت سے اسلام کا راستہ روکا جا سکتا تھا تو اسلام اپنے ابتداء ہی میں ختم ہو جاتا۔ لیکن یہ دین حق کا معجزہ ہے کہ یہ کسی بھی دَور کی عالمی استعماری طاقتوں اور اپنے سے کئی گنا طاقتور دشمنوں کے سارے عزائم کو ناکام بنا کر پھیلتا چلا آ رہا ہے۔ محمد عربی کے متوالے افغانیوں پر یہ آزمائش کی گھڑی نئی نہیں ہے۔ ہر دَور کے فرعونوں' ابو جہلوں' اور اصحابِ اخدود نے اپنے طور پر ایسی کوششیں کی ہیں لیکن الحمد للہ آخر کار یہ ساری کوششیں امتِ مسلمہ اور خصوصاً افغانیوں کے لئے تار عنکبوت ثابت ہوئی ہیں اور ہونگی۔ بظاہر امریکہ اور اقوام متحدہ نے افغانستان پر تازہ پابندیوں کے نفاذ کا فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ وہاں پر عرب مجاہد اسامہ بن لادن نے پناہ لی ہوئی ہے اور اس وقت امریکہ کی نگاہ میں اسامہ بن لادن سب سے بڑا "دہشت گرد"

ہے اور جب تک کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے حکمران طالبان اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے نہیں کرتے یہ پابندیاں بڑھتی رہیں گی۔ لیکن حقیقت میں یہ سب الزامات باطل اور لغو ہیں۔ اسامہ بن لادن کی دہشت گردی اور مسلمانوں کی بنیاد پرستی امریکی تھینک ٹینکس پر قابض یہودی لابی کی اختراعات ہیں جبکہ زمینی حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں یہی عظیم مجاہد اسامہ بن لادن جب افغانستان میں روس کے خلاف جہاد کر رہا تھا تو یہ ہیرو تھا اور افغانستان بھی ان کا ایک پسندیدہ ملک تھا لیکن جب اسی اسامہ نے امریکی استعمار کے سعودی عرب اور خلیج بلکہ تمام عالم اسلام میں بڑھتے ہوئے گھناؤنے کردار کے خلاف آواز اٹھائی تو امریکہ نے اس پر دہشت گردی کا الزام لگایا جبکہ طالبان حکومت اور "دفاعِ افغانستان کونسل" بار بار یہ اعلان کر رہی ہے کہ امریکہ اسامہ کے خلاف ثبوت فراہم کرے لیکن امریکہ ثبوتوں کی فراہمی اور غیر جانبدارانہ کمیشن سے کترا رہا ہے۔ دوسرا افغانستان اور امریکہ کے درمیان مجرموں کے تبادلے کا کوئی معاہدہ نہیں پھر طالبان افغانستان کی اسلامی حکومت کو امریکہ اور اقوام متحدہ نے تسلیم بھی نہیں کیا ہے تو پھر یہ مطالبہ چہ معنی دارد۔ تیسرا نقطہ یہ ہے کہ اسامہ بن لادن طالبان کی حکومت میں افغانستان نہیں آیا بلکہ برہان الدین ربانی کی دعوت پر افغانستان آیا تھا اور ربانی انہی کا منظور نظر اور اقوام متحدہ میں افغانستان کا صدر تسلیم کیا جاتا ہے تو اس کے خلاف بھی کاروائی کرنی چاہیے لیکن اس کے برعکس امریکہ، روس اور سلامتی کونسل نے نہایت ہی جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور افغانستان کے بحران کو مزید طوالت دینے کے لئے شمالی اتحاد کو ان پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور شمالی اتحاد کو طالبان کے خلاف اسلحہ سمیت ہر طرح کی امداد کا یقین دلایا ہے۔ تو اصل بات اسامہ بن لادن کو پناہ دینے کی نہیں بلکہ ان کی اصل دشمنی اسلام سے ہے کہ طالبان نے حقیقی معنی میں کیوں اسلامی نظام کا نفاذ کیا ہے۔؟ اور طالبان کیوں امریکہ بالادستی قبول نہیں کر رہے ہے ؟ اگر آج بالفرض طالبان اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کر بھی دیں تو کیا امریکہ طالبان کی حکومت کو تسلیم کرلے گا ؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ جب تک کہ طالبان اسلامی نظام کے نفاذ سے دستبردار ہونے کا اعلان نہیں کرتے اور امریکی بالادستی کو قبول نہیں کرتے۔ **ولن ترضیٰ عنك اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم۔**

ہم امریکہ پر یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ اسامہ بن لادن صرف افغانستان ہی کا نہیں پوری امت مسلمہ کا سرمایہ افتخار ہے اور امت مسلمہ اس عظیم مجاہد کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے ہمہ وقت چوکس ہے۔

عالمی دہشت گرد امریکہ کے ان مظالم اور پابندیوں کا راستہ روکنے اور اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کیلئے جمعیت علماء اسلام کے سرپرست اور دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

نے ایک مخلصانہ اور درد مندانہ دعوت نامہ پاکستان کی تمام اسلامی جماعتوں' جہادی تنظیموں اور سیاسی پارٹیوں کے نام جاری کیا اور 10 جنوری بروز بدھ کو اکوڑہ خٹک میں انہیں جمع ہونے کی دعوت دی تا کہ سب سر جوڑ کر اپنے برادر اسلامی ملک پر ہونے والے مظالم کے خلاف لائحہ عمل تیار کر سکیں۔

الحمد للہ اس مخلصانہ دعوت کے نتیجہ میں امت مسلمہ نے ایک ایسا وحدت و یکجہتی اور اتحاد و اتفاق کا منظر دیکھا جس کے لئے عرصہ دراز سے اس کی آنکھیں پتھرا گئیں تھیں۔

ملک کی تمام مذہبی جماعتوں اور جہادی تنظیموں کی سپریم قیادت آپس کے تمام مسلکی' فروعی اور سیاسی اختلافات بالائے طاق رکھ کر ایک میز پر بیٹھ گئی تھیں اور تمام جماعتوں کے مشورے کے بعد افغان بھائیوں کی نصرت و امداد اور امریکی عزائم کے مقابلے اور پابندیوں کو غیر موثر بنانے کے لئے دفاع افغانستان کونسل کا قیام منظور ہوا۔ الحمد للہ کہ طالبان اور علم و جہاد کے اس مرکز سے چھوڑا ہوا تیر صحیح ہدف پر پہنچا۔

افغانستان اور طالبان کے ساتھ اس عظیم اجتماع کی وابستگی اور اس کی موثر قرار دادوں اور 26 جنوری کو ملک بھر کے مظاہروں نے امریکی اور اقوام متحدہ کی انتظامیہ کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔ اس لئے امریکی وزارت خارجہ اور اقوام متحدہ کے اعلیٰ نمائندوں نے اپنی کٹھ پتلی پاکستانی حکومت سے "دفاع افغانستان کونسل" کی سرگرمیوں اور مظاہروں پر باز پرس کی ہے اور یہ دونوں شیطانی قوتیں امت مسلمہ کے اتحاد اور افغانیوں سے اظہار یکجہتی کرنے پر خوب سیخ پا ہیں۔ لیکن ہم حکمرانوں اور پاکستان کے ارباب اقتدار پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کوئی امریکی ریاست نہیں کہ امریکہ یہاں جو چاہے من مانیاں کرے اور ہمارے حکمران غلاموں کی طرح ان کے حکم سے سرتابی نہ کریں۔ بلکہ یہاں کے عوام امریکہ کی طرف سے ان پابندیوں کے خلاف سراپا احتجاج ہیں اور افسوس کہ ہماری فوجی حکومت جس سے ہماری بہت توقعات وابستہ تھیں کہ یہ فوجی حکمران جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجاہدانہ جذبے کے ساتھ امریکی اور اقوام متحدہ کی پابندیوں کو ٹھکرا دیں گے اور اپنے مظلوم افغان بھائیوں کی ہر طرح امداد کریں گے۔ لیکن حکومت پاکستان بھی اقوام متحدہ کی پابندیوں پر کاربند ہے حکمرانوں کو سوچنا چاہیے کہ یہ دن پاکستان پر بھی آنے والے ہیں۔ جس طرح امریکہ نے ایران' سوڈان' لیبیا' عراق اور افغانستان کو شکار کیا ہے اس کے بعد واحد مسلم ایٹمی قوت پاکستان کو جکڑنے اور پابندیوں میں کسنے کا نمبر ہے اور اس کے مکمل انتظامات ہو چکے ہیں۔ ہم پاکستانی امریکہ اور اقوام متحدہ کی طرف سے افغانستان پر پابندیوں کو تسلیم نہیں کرتے اور اپنے افغان بھائیوں کو ہر قسم کی امداد حسب سابق فراہم کرتے رہیں گے۔

بھارت میں المناک زلزلہ 'ظالم حکمرانوں کیلئے تازیانہ ء عبرت

نہ جا کہ اسکے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اسکی　　ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

26 جنوری کو بھارت کے یوم جمہوریہ کے دن صبح کے وقت ایک المناک زلزلے نے پورے بھارت کو ہلا کر رکھ دیا اور وہاں کے باشندوں پر اچانک ایک قیامت برپا ہو گئی 'اور ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ کے قریب افراد آن واحد میں لقمہ ء اجل بن گئے 'لاکھوں گھر کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے اور لاتعداد افراد بے گھر اور زخمی ہو گئے۔ جس کی بھیانک تفصیلات اخبارات اور میڈیا پر دنیا دیکھ رہی ہے۔ زلزلے کی شدت ریکٹر اسکیل پر 7.9 تھی۔ جس کی طاقت 5.3 میگاٹن ہائیڈروجن بم کے برابر تھی۔ سب سے زیادہ نقصان صوبہ گجرات کے اہم شہروں احمد آباد 'بھوج اور سورت میں ہوا۔ ہم اس افسوسناک واقعہ اور اندوہناک صورتحال پر بھارت کے مسلمانوں اور عوام سے دلی تعزیت کرتے ہوئے ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور حکومت پاکستان کے ان اقدامات کو سراہتے ہیں جو اس نے زلزلے سے متاثرین کی امداد کے لئے کئے ہیں۔

لیکن اس قدرتی آفت اور افتاد پر بھارتی حکمرانوں کو سوچنا چاہیے کہ یہ کہیں قدرت کا تازیانہ یا عذاب کا کوڑا تو نہیں جس کا کہ بھارت شکار ہوا؟ کہیں یہ ہزاروں بے گناہ نہتے کشمیریوں کے قتل عام کا وبال تو نہیں؟ اور کہیں یہ بابری مسجد کے انہدام کا قدرت کی طرف سے انتقام تو نہیں؟ متعصب ہندوؤں نے خدا کا ایک گھر گرایا اور اس باغیرت ذات نے ان کے لاکھوں گھر پیوند خاک کر دیئے۔ پھر یہ زلزلہ عین اس وقت آیا جب بھارتی حکمران فوجی پریڈ اور مہلک ہتھیاروں کی نمائش سے اپنی طاقت و کبریائی کا اعلان کر رہے تھے لیکن قدرت کے ایک ہی تھپیڑ نے ان کا سارا تکبر اور غرور ملیامیٹ کر دیا۔ ساری شان و شوکت 'قوت و حشمت اور مہلک ہتھیار قدرت کا وار نہ روک سکے۔ بھارتی حمرانوں کو کشمیری مسلمانوں اور خصوصاً مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں پر مظالم کا سلسلہ ترک کر دینا چاہیے اور اس المناک سانحہ سے انہیں سبق لینا چاہیے کہ ان کے اعمال بد اور تکبر کی وجہ سے تقریباً ایک لاکھ کے قریب لوگ لقمہ اجل بن گئے اور آج وہ دنیا بھر سے امداد کی اپیلیں کر رہا ہے۔ ان ربلک لبالمرصاد

لیبیا کے ساتھ امریکہ اور برطانیہ کا معاندانہ رویہ

31 جنوری کو لاکربی طیارہ کیس کا فیصلہ ہالینڈ کی بین الاقوامی عدالت نے سنایا جس میں لیبیا کے دو ملزموں میں سے ایک کو بری کر دیا گیا اور دوسرے کو مجرم قرار دیتے ہوئے عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ یہ ایک متنازعہ

کیس تھا اور گزشتہ بارہ تیرہ برس سے لیبیا پر ان بے بنیاد الزامات کی وجہ سے اقتصادی اور دیگر نوعیت کی ظالمانہ پابندیاں لگائی گئیں تھیں پھر افریقی رہنما نیلسن مینڈیلا اور دیگر عالمی لیڈروں کی وجہ سے یہ ملزمان امریکہ کی بجائے بین الاقوامی عدالت کے سپرد کردیئے گئے تھے۔ اب جبکہ اس کیس کا فیصلہ سنایا گیا اور اس میں لیبیا حکومت ملوث نہیں پائی گئی تو اب ان پابندیوں کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔ لیکن امریکہ اور برطانیہ نے پابندیاں اٹھانے سے انکار کردیا ہے اور نت نئی شرائط اور مطالبات کے ذریعے لیبیا کو مستقل طور پر بلیک میل کررہے ہیں جو کہ ان کی بدمعاشی اور ہٹ دھرمی کی واضح دلیل ہے اور اس طرح یہ دونوں ممالک عالمی عدالت کے فیصلوں کا لحاظ نہ کرتے ہوئے عالمی عدالتی اور اخلاقی قدروں کو پامال کررہے ہیں۔ اب جبکہ عدالت ایک آزاد ملک لیبیا پر تو الزام ثابت نہیں کرسکی تو امریکہ کو بلاوجہ دس بارہ سال تک لیبیا کو محصور رکھنے اور لیبیا کی پوری قوم کو مصیبتوں اور عذاب میں ڈالے رکھنے پر معافی مانگنی چاہیے اور ان نقصانات کا تاوان دینا چاہئے جس کی وجہ سے لیبیا کی معیشت تباہی سے ہمکنار ہوئی۔ عالمی رہنما نیلسن مینڈیلا اور دنیا کے تمام غیر جانبدار لیڈروں اور تنظیموں نے بھی پابندیاں اٹھانے کا مطالبہ کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ لیبیا کو ایک مسلم ملک ہونے کے ناطے اور کرنل معمر قذافی کو اپنی خودداری پر سودا نہ کرنے کی وجہ سے سزا دے رہا ہے جو کہ عالمی دہشت گردی کے زمرے میں آتا ہے۔ ہم مسلم امہ اور عرب لیگ اور افریقی ممالک سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔

جامعہ فاروقیہ کراچی کے ممتاز مدرسین کی شہادت

گزشتہ کئی ہفتوں سے کراچی میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کے عفریت نے پھر سر اٹھایا ہے جس کی وجہ سے ملک کے ممتاز علماً اور دیگر افراد کو خون ناحق میں نہلا دیا گیا اس سے قبل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو شہید کردیا گیا تھا ابھی قوم اور ملک اس شدید غم سے سنبھلے نہیں تھے کہ یہ دوسرا عظیم سانحہ کراچی کے ممتاز دینی جامعہ کے ساتھ پیش آیا۔ حالانکہ ان تمام مدرسین کا کسی بھی سیاسی جماعت یا کسی بھی فرقہ وارانہ چپقلش سے کوئی سروکار نہیں تھا اور یہ تمام مدرسین تعلیم و تعلم کے سلسلے میں جامعہ فاروقیہ تشریف لے جارہے تھے کہ اچانک سفاک قاتلوں نے چاروں طرف سے فائرنگ کر کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عنایت اللہ فاروقیؒ جو کہ ایک فرشتہ صورت و سیرت، کم گو اور بے ضرر علمی شخصیت تھے اور انکے ساتھ مولانا حمید الرحمانؒ، مفتی محمد اقبال اور انکے صاحبزادے طلحہ اقبال اور ڈرائیور کو بھی شہید کردیا۔ اس کے بعد بھی جامعہ فاروقیہ پر دہشت گردوں کے حملے جاری رہے اور فائرنگ سے کئی بے گناہ طلبأ بھی زخمی ہوگئے۔ اس سانحہ کی خبر ملتے ہی

دارالعلوم حقانیہ میں صفِ ماتم بچھ گئی اور 26 جنوری بعد از نماز جمعہ شہداء کو ایصال ثواب پہنچانے کیلئے قرآن خوانی ہوئی اور بعد ازاں بعد ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں اس واقعہ کی پر زور مذمت کی گئی۔ ہم اس المناک اور اندہناک سانحہ پر جامعہ فاروقیہ کے مہتمم اور وفاق المدارس کے صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ اور مدرسے کے اساتذہ، طلباء اور مرحومین کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ روایتی غفلت اور تساہل کو چھوڑ کر فی الفور قاتلوں کو گرفتار کریں اور ان کو کیفر کردار واقعی سزا دی جائے۔ اگر پہلے علماء کے قاتلوں کو سزا دی گئی ہوتی تو آج یہ المناک منظر سامنے نہ آتا۔ ہم تو یہ سمجھ رہے تھے کہ فوجی حکمران ملک میں امن وامان کی صورتحال پر بھرپور توجہ دیں گے لیکن ان کے دور حکومت میں بھی یہ صورتحال انتہائی ناگفتہ بہ رہی۔ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو یہ ملک کی بقاء اور سلامتی کے لئے ایک سنگین خطرہ ہوگا۔

مولانا ضیاء القاسمیؒ، مولانا محمد امین اوکاڑویؒ اور مولانا لقمان علی پوریؒ کے سانحہ ہائے ارتحال

گزشتہ دو ماہ ملک وملت کے لئے نہایت ہی خسارے کا باعث بنے اور خصوصیت کے ساتھ علمی حلقوں اور مسلک دیوبند کی نہایت ہی اہم شخصیات نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ یہ تینوں شخصیات اپنے اپنے شعبوں میں کمال کا درجہ رکھتی تھیں ان حضرات نے اپنی جدوجہد اور شبانہ روز مساعی کے باعث ملک وملت اور دین وشریعت واعلاء کلمۃ اللہ کیلئے جو عظیم خدمات انجام دیں، رہتی دنیا تک وہ یاد کی جائیں گی۔ خصوصاً حضرت مولانا ضیاء القاسمی کی جیسی مُسلمہ اور معتدل شخصیت کا ہم سے بچھڑ جانا ایک قومی المیہ ہے۔ مولانا مرحوم کا حضرت والد صاحب مدظلہ اور راقم کے ساتھ انتہائی مشفقانہ تعلق رہا۔ آپ نے انتقال سے کچھ دیر قبل بھی حضرت مولانا مدظلہ کو فون کیا اور ان سے تفصیلی بات چیت کی اور اقوام متحدہ کی طرف سے افغانستان کا پابندیوں کے خلاف اور اسلامی کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں اپنی تمام خدمات مولانا کو پیش کیں۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ہم مولانا ضیاء القاسمی صاحبؒ، مولانا امین اوکاڑویؒ اور مولانا لقمان علی پوریؒ کے تمام پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور ان کے اعلیٰ درجات کے لئے دعاگو ہیں۔

متحدہ اسلامی کانفرنس کا

خطبہ استقبالیہ

پیش کردہ : حضرت مولانا سمیع الحق

رئیس الجامعة الحقانیه و قائد جمعیت علماء اسلام

۱۵ شوال المکرم ۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء بروز بدھ

منعقدہ ایوان شریعت ہال دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

نحمده تبارك و تعالى و نصلي وسلم على رسوله الكريم وعلى اله و اصحابه وأتباعه اجمعين۔

حضرات علماء کرام، مشائخ عظام، راہنمایان ملت اور زعماء قوم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے آپ سب بزرگوں، حضرات اور احباب کا شکر گزار ہوں کہ شدید سردی کے اس موسم میں گوناگوں مصروفیات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ملک کے دور دراز علاقوں سے ہماری دعوت پر اس دیہاتی ماحول میں تشریف لائے اور عالم اسلام کے خلاف استعماری قوتوں کے فرعونی عزائم کی سنگینی کو محسوس کرتے کے ساتھ ساتھ ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اسلام اور ملت اسلامیہ کے حوالہ سے دینی حمیت کا مظاہرہ فرمایا

مجھے احساس ہے کہ ہم آپ حضرات کے شایان شان میزبانی کا اہتمام کسی طرح بھی نہیں کر سکیں گے اس لئے تمام انتظامی کوتاہیوں پر معذرت چاہتے ہوئے امید رکھتا ہوں کہ آپ بزرگ اس عظیم مشن اور ہدف کی خاطر ہمارے ساتھ مکمل تعاون فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر سے نوازیں اور ہمارے اس مل بیٹھنے کو اسلام، عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کے بہتر مستقبل کا ذریعہ بنائیں۔ آمین ثم آمین۔

حضرات گرامی قدر!

اس وقت عالم اسلام کو دنیا کے مختلف حصوں میں جس قدر مشکلات، خلفشار اور مسائل و مصائب کا سامنا ہے ان کو سامنے رکھا جائے تو ان سب کے پیچھے ایک بات قدر مشترک کے طور پر دکھائی دیتی ہے کہ امریکی استعمار اور اس کے حواری طے شدہ منصوبے اور منظم پروگرام کے تحت امت مسلمہ کو استعماری شکنجے میں جکڑے

رکھنے اور اس کو اپنے وسائل اور صلاحیتوں سے محروم کر کے مستقل غلامی کے جال میں قابو کرنے کیلئے اپنی تمام تر قوتوں، وسائل اور توانائیوں کو وقف کر چکے ہیں۔

دنیا میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے مسلم ملک انڈونیشیا کے روز افزوں خلفشار کا مسئلہ ہو، مشرق وسطی میں عربوں سے تیل کی دولت طاقت کے زور سے ہتھیا لینے کی بات ہو، جنوبی ایشیا میں پاکستان کو اس کے نظریاتی تشخص، ایٹمی توانائی اور عسکری قوت سے محروم کر دینے کی تگ ودو ہو یا جہاد افغانستان کے نظریاتی اور منطقی نتائج کی امین طالبان حکومت کو بے دست وپا کر کے امریکی عزائم کے سامنے جھکا دینے کی مذموم مہم ہو ان سب کے پیچھے امریکہ اپنی پوری شیطانی قوت کے ساتھ رقصاں دکھائی دیتا ہے اور اقوام متحدہ اور مغربی ممالک امریکہ کے بے دام غلام کی طرح اس کے مکمل آلہ کار کا روپ دھار چکے ہیں اور اب تو مشرق وسطی میں فلسطینی مہاجرین کو ان کے علاقوں میں واپس جانے کے جائز حق اور بیت المقدس سے کلیتہً محروم کر دینے کا واضح اعلان اور سلامتی کونسل کی قرارداد کے ذریعہ افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کر کے امریکہ نے عالم اسلام کے خلاف کھلم کھلا اعلان جنگ کر دیا ہے۔

میں اس سلسلہ میں آگے بڑھنے سے قبل تاریخ کی اس عجیب ستم ظریفی کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ افغانستان کے دیندار اور غیور عوام نے روسی استعمار کی فوج کشی کے خلاف علم جہاد بلند کر کے لاکھوں جانوں کی بے مثال قربانیوں کے ساتھ سوویت یونین کو جو کھلے میدان میں شکست فاش دی ہے اس سے سب سے زیادہ فائدہ امریکہ نے اٹھایا ہے اور نہ صرف یہ کہ جہاد افغانستان کے نتیجہ میں روس کی شکست کے بعد امریکہ کی واحد عالمی چودھراہٹ قائم ہوئی ہے۔ بلکہ لاکھوں افغانوں کے خون کے صدقے جرمنی متحد ہوا ہے، یورپ کو اتحاد نصیب ہوا ہے۔ بالٹیک ریاستوں کو آزادی ملی اور وسطی ایشیا کی ریاستیں کسی کوشش کے بغیر آزادی سے ہمکنار ہوئی ہیں اور پاکستان کو روسی جارحیت کے مسلسل خطرہ سے نجات ملنے کے ساتھ ساتھ اس کی گیارہ سو میل لمبی شمال مغربی سرحد محفوظ ہو گئی ہے۔ لیکن ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ جہاد افغانستان اور لاکھوں افغان عوام کے خون کو نقد کیش کرانے والے بیشتر ممالک اور اقوام خود ان افغان عوام کو ان کی جدوجہد اور قربانیوں کے منطقی ثمرات سے محروم کرنے پر تل گئی ہیں۔

حضرات محترم!

سلامتی کونسل نے امریکہ کے ایماء پر افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کا جو اعلان کیا ہے وہ آپ نے ملاحظہ کر لیا ہے۔ طالبان حکومت کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے دنیا کی دیگر مسلم حکومتوں کی طرح اسلام کو زبانی جمع خرچ کا عنوان بنانے کی بجائے اپنے ملک میں اسلامی نظام کے عملی نفاذ کا عزم

کرر کھا ہے اور وہ اس سلسلہ میں کسی تخویف و تحریص یا ملامت کی پرواہ کئے بغیر مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں اسی طرح طالبان حکومت نے مشرق وسطیٰ میں امریکی افواج کی بلاجواز موجودگی اور بیت المقدس کے حوالہ سے امریکہ کے مذموم و مکروہ کردار کے خلاف احتجاج کرنے والے عظیم عرب مجاہد اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالہ کرنے سے انکار کر کے اسلامی حمیت اور افغان روایات کی پاسداری کا ثبوت دیا ہے لیکن اس کی پاداش میں انہیں بالکل اس طرح کی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس طرح کی پابندیاں قریش مکہ نے جناب نبی اکرم ﷺ کو قتل کیلئے ان کے حوالہ نہ کرنے پر بنو ھاشم کے خلاف لگائی تھیں اور انہیں مکہ مکرمہ کی ایک گھاٹی شعب ابی طالب میں مسلسل تین سال تک محصور رہنا پڑا تھا۔ لیکن ان پابندیوں سے اسلام کا راستہ نہ اس وقت روکا جاسکا تھا اور نہ ہی آج روکا جاسکتا ہے۔

آج صورت حال یہ ہے کہ :

☆ پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنے 'اس کی عسکری قوت کو مفلوج کرنے' سیاسی خلفشار سے دو چار کرنے اور معاشی طور پر عالمی اداروں کا دست نگر بنانے کے لئے مسلسل اور منظم کام ہو رہا ہے۔

☆ افغانستان کی اسلامی حکومت کو بے بسی کی دلدل میں دھکیل کر اسے مجبور کیا جارہا ہے کہ وہ مغرب کے ایجنڈے کو قبول کرے اور جہاد افغانستان کے نظریاتی اور منطقی نتائج سے دست بردار ہو جائے۔

☆ مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کے تسلط کو مستحکم کرنے اور عربوں سے اس کی بالادستی اور چودھراہٹ منوانے کے لئے امریکی راہنماؤں اور سفارت کاروں نے دن رات ایک کرر کھا ہے۔

☆ امریکہ اور روس افغانستان کی اسلامی حکومت کو ناکام بنانے اور جنوبی اور وسطی ایشیاء میں کسی نئی اسلامی ریاست کے قیام کے امکانات کو روکنے کے لئے متحد ہو گئے ہیں۔

☆ مجاہدین کشمیر اور کشمیری عوام کی نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط صبر آزما جدو جہد کو سبوتاژ کرنے کی در پردہ سازشیں اب اعلانیہ کوششوں میں تبدیل ہو گئی ہیں۔

☆ پاکستان کی دینی جماعتوں' دینی مدارس اور جہادی تنظیموں کی کردار کشی کی جارہی ہے اور مغربی اداروں کی امداد سے چلنے والی این جی اوز کو بتدریج ملک پر مسلط کیا جارہا ہے۔

☆ مشرق وسطیٰ کے تیل کے چشموں کو امریکہ اور اس کے حواریوں کی مسلح فوجوں نے گھیرے میں لے رکھا ہے اور امریکی افواج کی موجودگی سے حرمین شریفین کی آزادی اور تقدس کو بھی خطرات لاحق ہو گئے ہیں مگر امریکہ اپنی اس مسلح دہشت گردی پر پردہ ڈالنے کے لئے مشرق وسطیٰ کے ممالک کی خود مختاری کیلئے جدو جہد کرنے والے عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کی کردار کشی کی مکروہ اور

مذموم مہم میں مصروف ہے۔

☆ لیبیا کے خلاف حال ہی میں پابندیوں کی مدت میں توسیع کر دی گئی ہے اور عراق کے عوام کے خلاف وحشیانہ پابندیاں بدستور جاری ہیں۔

☆ چیچنیا میں مظلوم مسلمانوں کے خلاف روس کی فوج کشی اور وحشیانہ مظالم پر اقوام متحدہ اور دیگر عالمی ادارے مجرمانہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

☆ پاکستان کو سیکولر ریاست کی شکل دے کر عالم اسلام کی فکری قیادت میں اس کے کردار کو ختم کرنے کے منصوبے بنائے جارہے ہیں۔

ان حالات میں دینی علوم کی ترویج اور جہاد افغانستان کے عظیم مرکز دارالعلوم حقانیہ میں ملک کی اہم دینی جماعتوں کے قائدین اور مختلف مکاتبِ فکر کے زعماء کا یہ اجتماع جہاں ملت اسلامیہ کی دینی حمیت و غیرت کا عنوان بن کر ملک بھر کے عوام کی توجہ اپنی جانب مبذول کئے ہوئے ہے وہاں ہمیں وقت کی نزاکت اور حالات کی سنگینی کا احساس دلاتے ہوئے دعوت عمل بھی دے رہا ہے۔

مہمانانِ ذی وقار!

ان حالات میں ہم یہاں جمع ہیں کہ سلامتی کونسل کی اس قرارداد کے حوالے سے امارت اسلامی افغانستان کی طالبان حکومت اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت پر دباؤ بڑھا کر انہیں امریکہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے پر مجبور کرنے کے لئے تمام تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں اور دنیا کی مسلمان حکومتوں کی صورت حال یہ ہے کہ وہ انتہائی بے حسی اور بے بسی کے ساتھ امریکی عزائم اور اس کی اسلام دشمنی سے آنکھیں بند کئے ہوئے اس کی ہاں میں ہاں ملائے چلی جارہی ہیں اسلئے ہماری یعنی ملک کے دینی حلقوں کی ذمہ داری پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے کہ امریکہ کے اس کھلم کھلا اسلام دشمن اور مسلم بیزار طرز عمل کے خلاف نہ صرف رائے عامہ کو بیدار و منظم کرنے بلکہ مسلم حکمرانوں کو جھنجھوڑنے اور ہوش میں لانے کیلئے کوئی ٹھوس لائحہ عمل طے کریں۔ اور مشترکہ جدوجہد کا راستہ اختیار کریں اس حوالہ سے ہم موجودہ حالات میں عملاً جو کچھ کر سکتے ہیں اس کا ایک ہلکا سا خاکہ پیش خدمت ہے۔

(۱) بیت المقدس اور افغانستان کے حوالہ سے امریکہ کے موجودہ کردار اور سلامتی کونسل کی افغانستان کے خلاف حالیہ قرارداد کو مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ قرار دے کر ملت اسلامیہ کو اس کے مقابلہ کے لئے تیار کیا جائے۔

(۲) دنیا بھر کی مسلم حکومتوں کو امریکی عزائم کے بارے میں مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کیا جائے اور

اس مقصد کیلئے کم از کم اسلام آباد میں مسلم ممالک کے سفیروں سے دینی قائدین کے بھرپور وفد کی ملاقات کا اہتمام کیا جائے۔

(۳) رائے عامہ کو منظم کرنے اور عوامی احتجاج کو آگے بڑھانے کے لئے مشترکہ فورم تشکیل دے کر مسلسل اور مربوط رابطہ عوام مہم کا آغاز کیا جائے۔

(۴) امریکی مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم چلائی جائے۔

(۵) طالبان کی اسلامی حکومت کی مالی امداد کیلئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو توجہ دلائی جائے اور اس سلسلہ میں عوام کو ترغیب دی جائے کہ وہ براہ راست افغان سفارتخانہ سے رابطہ کر کے افغان بھائیوں کی بھرپور امداد کریں۔

(۶) افغانستان کی تعمیر نو اور وہاں سرمایہ کاری کے لئے کاروباری حضرات کو توجہ دلائی جائے۔

(۷) حکومت پاکستان پر واضح کر دیا جائے کہ اگر اس نے اقوام متحدہ کی پابندیوں کو عملاً بروئے لانے کی کوشش کی تو اسے ملک کے دینی حلقوں کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا بالخصوص سرحدات کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ کے نام نہاد مبصرین کی سرگرمیوں کو قبائل کے غیور مسلمان کسی قیمت پر برداشت نہیں کریں گے اور ان علاقوں میں آنے والے غیر ملکی مبصرین اور اہل کاروں کی جان کے تحفظ کی ضمانت دینا مشکل ہو جائے گا اسلئے حکومت پاکستان اس سلسلہ میں اپنے ملک کے عوام کے جذبات کو نظر انداز کر کے کوئی قدم اٹھانے سے گریز کرے ورنہ نتائج کی ذمہ داری اس پر ہوگی۔

اس لئے میں آپ حضرات کی طویل سمع خراشی پر معذرت چاہتے ہوئے گزارش کر رہا ہوں کہ امت کی راہنمائی اور ملت کی قیادت کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے مشترکہ لائحہ عمل اور پروگرام کی طرف راہنمائی فرمائیے اور خاص طور پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی طرف سے افغانستان کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کرنے اور لیبیا کے خلاف پابندیوں کی توسیع کے اعلان کی روشنی میں دینی قوتوں کے اجتماعی کردار کا تعین کر کے آگے بڑھیے! تاکہ عالمی کفر و استعمار کی اس یلغار کا راستہ روکنے میں ہم اپنے دینی و ملی فریضہ کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہو سکیں اور اپنے مظلوم اور غیور افغان بھائیوں کیساتھ اس مشکل وقت میں ہم آہنگی اور یکجہتی کے اظہار کیساتھ ساتھ انکی مشکلات میں کمی کیلئے عملی تعاون کی بھی کوئی راہ نکال سکیں۔ خدا کرے کہ ہمارا یہ اجتماع ملت کی توقعات پر پورا اترے اور ہم عالم اسلام کے خلاف امریکہ کے اس اعلان جنگ سے نمٹنے کیلئے ملک و قوم کی صحیح اور بروقت راہنمائی کے دینی فریضہ سے کماحقہ عہدہ برآ ہو سکیں۔ آمین

متحدہ اسلامی کانفرنس کا اعلامیہ

دارالعلوم حقانیہ کے سربراہ مولانا سمیع الحق کی دعوت پر آج ملک کے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام' دانش وروں اور دینی جماعتوں کے ذمہ دار نمائندوں کا اجلاس منعقد ہوا جس کے شرکاء کی فہرست اس کے ساتھ منسلک ہے۔ اجلاس میں حسب ذیل اعلامیہ کی منظوری دی گئی۔

متحدہ اسلامی کانفرنس کا یہ اجتماع افغانستان کے خلاف اقدام متحدہ کی سلامتی کونسل کی طرف تاعائد کردہ حالیہ پابندیوں کو سراسر ناجائز قرار دیتا ہے جو صرف افغانستان کے خلاف نہیں بلکہ اس کا مصرف درحقیقت پاکستان ہے اور اس سے بھی بڑھ کر عالم اسلام ہے جس سے عالمی امن کو خطرہ ہے۔ استعماری قوتیں (نیو امپیریلزم) اپنی ریشہ دوانیوں کے ساتھ عالم اسلام کے خلاف میدان عمل میں آگیا ہے۔ لہذا یہ اجلاس اس چیلنج سے نمٹنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کا فیصلہ کرتا ہے۔

حکومت پاکستان سے مطالبہ

یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس بات کا واضح اعلان کرے کہ یہ پابندیاں انسانیت سوز ہیں پاکستان کی معیشت کے خلاف جارحیت کے مترادف ہیں اور ایک آزاد اور حریت پسند قوم کے خلاف گھناؤنے جرم کی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے انہیں مسترد کیا جاتا ہے۔

حکومت پاکستان اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی کا ہنگامی اجلاس طلب کرے جس میں افغانستان کی طالبان حکومت کو متفقہ طور پر تسلیم کرتے ہوئے یہ اعلان کیا جائے کہ کسی کو افغان قوم کو تباہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ بیت المقدس چیچنیا کشمیر اور دیگر مسائل کے حوالہ سے اسلامی دنیا کے خلاف اقوام متحدہ اور امریکی کیمپ کو اپنا طرز عمل تبدیل کرنا ہوگا۔

حکومت پاکستان چین کی حکومت کو باور کرائے کہ یہ پابندیاں علاقہ کے امن کیلئے خطرات کا پیش خیمہ ثابت ہوں گی اس لئے چین بھی اس سلسلہ میں اپنا کردار ادا کرے۔ حکومت پاکستان ان پابندیوں کے جاری رہنے کی صورت میں بیرونی قرضوں کی ادائیگی روک دے کیونکہ پابندیوں کی صورت میں پاکستان کی پہلے سے زبوں حالی کا شکار معیشت مزید دباؤ میں آجائے گی۔

دفاع افغانستان کونسل

یہ اجلاس موجودہ صورت حال سے نمٹنے کیلئے کونسل برائے افغان امور کا قیام کا اعلان کرتا ہے جو مندرجہ ذیل کام سرانجام دے گی۔

۱۔ پابندیوں سے نمٹنے کے لئے حکمت عملی وضع کرنا۔

۲۔ افغانستان کی امداد اور تعمیر نو کے لئے ادارے کا قیام جو اس کے لئے ضروری اقدامات کرے۔

۳۔ قوم کو آنے والے خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے عہدہ برآ ہونے کیلئے تیار کرنا اور مختلف شہریوں میں پابندیوں کیخلاف اجتماعات اور مظاہروں کا اہتمام کرنا۔

۴۔ عالمی رائے عامہ، مسلم ممالک اور چین کو اس سلسلہ میں حقائق سے آگاہ کرنے کیلئے وفود تشکیل دینا۔

۵۔ افغانستان میں ممتاز علما اور دانشوروں کا وفد بھیج کر ناراض عناصر کو طالبان کی حمایت کیلئے آمادہ کرنا۔

یہ اجلاس اس نازک مرحلہ پر شمالی اتحاد کے لیڈروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ افغانستان کی وحدت کی خاطر ضد چھوڑ کر طالبان حکومت کو تسلیم کرنے کا اعلان کریں تاکہ افغان قوم متحد ہو کر اپنی آزادی خود مختاری اور اسلامی تشخص کا تحفظ کر سکے۔ نیز یہ اجلاس طالبان حکومت کی قیادت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ماضی کی جہادی شخصیات کو مناسب احترام اور مقام دینے کیلئے خود کو تیار کرے۔

یہ اجتماع امریکہ، یورپی برادری اور بھارت کو خبردار کرتا ہے کہ وہ عالم اسلام، پاکستان اور افغانستان کے بارے میں اپنا طرز عمل تبدیل کریں ورنہ بصورت دیگر پاکستان کے غیور عوام کو ان کی مصنوعات کے بائیکاٹ کیلئے تیار کرنے کی منظم مہم کا آغاز کیا جائے گا۔ یہ اجتماع پاکستان میں کام کرنے والی این جی اوز سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکہ، روس بھارت اور انکے حواریوں کو افغان قوم کے بنیادی اور انسانی حقوق کی اس سنگین خلاف ورزی سے باز رکھنے کیلئے آواز بلند کریں ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ وہ بھی اس کاروائی میں ملوث ہیں اور اس صورت میں انہیں پاکستان کی سرزمین سے اپنا بوریا بستر گول کرنا ہوگا۔ اور ان کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکے گی۔

یہ اجتماع فلسطین کی آزادی کے لئے برسرپیکار عرب مجاہدین کی جدوجہد کو مقدس جہاد قرار دیتا ہے۔ اور پورا عالم اسلام کا اس جہاد میں شریک ہونا مذہبی فریضہ قرار دیتا ہے۔

یہ اجتماع عالم اسلام کے عظیم مجاہد اسامہ بن لادن کو اسلام کا مجاہد عظیم قرار دیتا ہے اور اس کی جدوجہد مقدس جہاد ہے دہشت گردی نہیں۔ یہ اجتماع سمجھتا ہے کہ اسامہ بن لادن کی حفاظت صرف طالبان یا افغانستان کا نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کا فریضہ ہے۔ کیونکہ امریکہ اور شیطانی طاقتوں کو اس کے خلاف ناجائز ظالمانہ رویوں نے اسامہ کو ملت محمدیہ کا ناموس بنادیا ہے۔

یہ اجتماع کشمیریوں کی جدوجہد کی مکمل تائید کرتا ہے اور اس کو اسلامی جہاد قرار دیتا ہے۔

یہ اجلاس پاکستان کی شمال مغربی سرحد کے ساتھ ساتھ آباد غیور قبائل سے اپیل کرتا ہے کہ وہ پوری طرح بیدار رہیں اور ان پابندیوں کو ناکام بنانے کے لئے موثر کردار ادا کریں۔

یہ اجلاس کونسل برائے افغان امور کی سربراہی کے لئے مولانا سمیع الحق کا نام تجویز کرتا ہے۔ اور ان سے گزارش کرتا ہے کہ وہ تمام جماعتوں کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ و مشورہ کرکے کونسل کے مرکزی ڈھانچے کی جلد از تشکیل کریں اور اس کا اجلاس بلا کر عملی پروگرام کا آغاز کریں۔

اہم جماعتوں اور شرکاء متحدہ اسلامی کانفرنس کے اسمائے گرامی

جمعیت علماء اسلام (س) : مولانا سمیع الحق، مولانا شیخ الحدیث نعمت اللہ، مولانا قاضی عبداللطیف، مولانا عبدالخالق، مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا عبدالکریم نعمانی، ہمراہ ۵۰ جید علمأ کرام

جمعیت علماء اسلام (ف) : شیخ الحدیث مولانا امان اللہ خان، مولانا محمد احمد مردان۔

جمعیت علماء پاکستان : مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، مولانا صاحبزادہ امین الحسنات

جماعت اسلامی : قاضی حسین احمد، پروفیسر محمد ابراہیم ودیگر

سپاہ صحابہ : مولانا محمد اعظم طارق، مولانا زاہد محمود قاسمی، صدیق احمد قاسمی، محمد اسلم فاروقی

مرکزی جمعیت اہل حدیث : مولانا معین الدین لکھوی، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، پروفیسر ثناء اللہ۔

تحریک نفاذ شریعت ملاکنڈ : مولانا صوفی محمد مع ۲۰۰ افراد۔

تحریک استحاد پاکستان : جناب جنرل حمید گل، جنرل عالم جان محمود، میاں حضران بادشاہ۔

تنظیم الاخوان : مولانا محمد اکرم اعوان، یار محمد خان وزیرستانی، اظہر بختیار خلجی۔

تنظیم اسلامی : مولانا ڈاکٹر اسرار احمد، ڈاکٹر محمد اقبال صافی۔

نیشنل عوامی پارٹی : محمد اجمل خان خٹک

حرکت المجاہدین : مولانا فضل الرحمان خلیل، مولانا اللہ وسایا قاسم، مولانا حزب اللہ

جیش محمد : مولانا مسعود اظہر، مولانا عبدالروف، حافظ محمد ازہر الحسینی، دہشت خان۔

لشکر طیبہ : مولانا حافظ محمد سعید مع وفد

حرکت الجہاد الاسلامی : مولانا محمد امین ربانی، مولانا سعید احمد اعوان، مولانا محمد عمر بن عبدالعزیز

البدر مجاہدین : جناب بخت زمین خان' بلال احمد۔

پاکستان شریعت کونسل : مولانا زاہد الراشدی' مولانا قاری سعید الرحمان' مولانا عبد الرشید انصاری' صلاح الدین انصاری۔

تحریک طالبان افغانستان : مولانا محمد ارسلان رحمانی' مولانا خلیل اللہ فیروزی' مولانا حمد اللہ نعمانی' مولانا رحمت اللہ واحد یار۔

مجلس علماء کونسل : مولانا سید عطا المومن شاہ بخاری۔

انٹرنیشنل ختم نبوت : مولانا عبد الرؤف فاروقی' مولانا محمد رمضان علوی۔

جمعیت مشائخ پاکستان : ڈاکٹر پیر خالد رضا زکوڑی شریف' پیر نقیب الرحمان' مخدوم امین گیلانی' پیر آف مانکی شریف۔

اشاعت التوحید والسنۃ : مولانا قاضی محمد عصمت اللہ' مولانا اشرف علی' حافظ محمد صدیق

سواد اعظم اہل سنت : مولانا راحت گل۔

مسلم لیگ (ق) : سید کبیر علی واسطی۔

جمعیت علماء اسلام آزاد کشمیر : مولانا نذیر فاروقی ' مولانا سعید یوسف خان۔

پاکستان علماء کونسل : مولانا صاحبزادہ سعید الرشید عباسی' مولانا گلزار احمد۔

مئوتمر المہاجرون : مولانا عدیل' مولانا افتخار احمد صدیقی۔

حزب اسلامی : محمد جاوید قصوری مع وفد۔

مشائخ پاکستان وافغانستان : مولانا سید شیر علی شاہ' مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی' مولانا قاضی انوار الدین' مولانا سید پیر اصغر علی شاہ' مولانا عبد السلام' حضرو' مولانا عبید اللہ' مولانا عبد الواحد' مولانا ہفتہ خان' مولانا پیر شیخ محمد شفیع' شیخ الحدیث' مولانا فضل الرحمان' مولانا بخت اللہ' مفتی محمد داؤد' مولانا سید عبید اللہ شاہ' مولانا پیر سیف اللہ خالد' مولانا زرولی خان' مولانا محمد وسیم' مولانا نثار اللہ بادشاہ' میاں محمد عصمت شاہ' مولانا سید عبد الستار' مولانا محمد یونس' مولانا نور حیدر' مولانا امر اللہ حقانی' مولانا محمد صادق ہاشمی' حاجی عبد الستار' مولانا امام الدین' حاجی عبد الجبار' قاری محمود شاہ' مولانا محمد زمان' مولانا سید احمد شاہ' الحاج محمد حکیم اولسوال' مولانا سید عبد الحق روحانی۔ سید عبد الستار بادشاہ' مولانا نور محمد کے علاوہ جمعیت سے وابستہ سینکڑوں علماء اور مشاء نے شرکت کی۔

درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ضبط وترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

نظامِ اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجاء فی لحوم الخیل

گھوڑے کے گوشت کے کھانے کا بیان

حدثنا قتیبة و نصر بن علی قالا حدثنا سفیان عن عمرو بن دینار عن جابر قال:
اطعمنا رسول الله ﷺ لحوم الخیل ونهانا عن الحوم الحمر۔

فی الباب عن اسماء بنت ابی بکرؓ قال ابو عیسٰی هذا حدیث حسن صحیح وهکذا روی غیر و احد عن عمرو بن دینار عن جابر وروی حماد بن زید عن عمرو بن دینار عن محمد ابن علی عن جابر وروية ابن عیینة اصح و سمعت محمداً یقول سفیان بن غیینة احفظ من حماد بن زید۔

ترجمہ : حضرت قتیبہ اور نصر بن علی فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت سفیان نے روایت کی ہے اور انہوں نے عمرو بن دینار سے اور انہوں نے حضرت جابرؓ سے اور وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گھوڑے کا گوشت کھلایا اور ہمیں گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔

اس باب میں حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے بھی روایت مروی ہے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح اور اسی طرح بہت سارے لوگوں نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت جابرؓ سے اور حماد بن زید نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے اور انہوں نے محمد بن علی سے اور انہوں نے حضرت جابرؓ سے لیکن ابن عیینہ کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ اور میں نے محمد بن اسماعیل البخاری سے سنا ہے کہ سفیان بن عیینہ حماد بن زید سے زیادہ احفظ ہیں۔

الخیل:

لغوی اعتبار سے خیل کا معنی اکڑ کر کے چلنا ہے چونکہ گھوڑا بھی اکڑ کے چلتا ہے اسلئے اس کا نام خیل رکھا گیا ہے۔اس کے مفہوم میں تکبر بھی موجود ہے جیسے کہ لابس ثوب خیلاء میں۔

امام سیبویہ کے نزدیک یہ اسم جمع ہے جبکہ ابوالحسنؒ اس کو جمع قرار دیتے ہیں۔ یہ ایسا لفظ ہے جس کا کوئی واحد نہیں جیسے قوم اور رھط لیکن بعض نے اس کا مفرد خائل ذکر کیا ہے مگر یہ قول صحیح نہیں۔ بعض علماء مثلاً ابو عبیدہ نے اس کو مونث قرار دے کر اس کی جمع کو خیول ذکر کیا ہے۔اور تصغیر خییل مروی ہے۔اس کا ایک نام فرس بھی ہے جس کی جمع افراس آتی ہے۔ یہ لفظ بھی خیل کی طرح اسم جنس کے قبیل ہے جس کا اطلاق گھوڑے اور گھوڑی دونوں پر ہوتا ہے۔اگر چہ بعض علماء نے گھوڑی کے لئے فرسۃ کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن دوسرے علماء نے اس کو غلط قرار دیا ہے۔

گھوڑے پر پہلا سوار :

گھوڑا چونکہ ایک وحشی حیوان ہے اس کو قابو کرنا بہت مشکل ہے عرب کہتے ہیں اس پر سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ اسلام نے سواری کی ہے۔

عادات وخصائل میں انسان سے مشابہت :

سارے حیوانات میں گھوڑا انسان کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ جس طرح انسان میں کرم شرافت اور بلند ہمتی ہوتی ہے تو اسی طرح گھوڑے میں بھی یہ تمام فضائل موجود ہیں۔اسی طرح انسان میں پیار اور محبت کی اعلیٰ صفت موجود ہوتی ہیں تو اسی طرح گھوڑا باوجود غرور اور تکبر کے اپنے مالک سے پیار اور محبت کرتا ہے۔اس کے علاوہ بعض ماہرین حیوانات نے لکھا ہے کہ گھوڑا انسان کی طرح خواب بھی دیکھتا ہے۔

گھوڑے کی تخلیق :

علامہ دمیریؒ نے تقی الدین السبکی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ گھوڑے کی تخلیق حضرت آدمؑ سے دو دن قبل ہو چکی ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو گھوڑی سے قبل پیدا فرمایا ہے اسی طرح عربی گھوڑوں کی تخلیق غیر عربی گھوڑوں سے قبل ہو چکی ہے۔اور اس پر قرآنی آیات اور احادیث کے علاوہ عقل بھی دلالت کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وخلق لکم مافی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء، فسوھن سبع سموات (الایة)

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے جو کچھ زمین میں ہے سارے کے سارے پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور سات آسمانوں کو درست کیا۔

آیت مذکورہ کے لفظ میں ہے جو زمین کے ادنیٰ سے ادنیٰ چیز سے لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ چیز تک شامل ہے اور گھوڑا بھی زمینی حیوانات میں شامل ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ تخلیق آدمؑ سے زمین اور آسمان کی تخلیق قبل ہو چکی ہے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا بھی آپؑ سے قبل پیدا ہو چکا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الله الذی خلق السموات والارض و ما بینهما فی ستة ایام ثم استوی علی العرش (الایة)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر عرش پر مستوی ہوئے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد خلقنا السموات والارض وما بینهما فی ستة ایام وما مسنا من لغوب (الایۃ)

ترجمہ: اور ہم نے آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہم کو تھکان نے نہیں چھوا۔

یہ دونوں آیات مبارکہ بھی حضرتؑ آدم علیہ السلام سے قبل گھوڑے کی تخلیق پر دلالت کرتی ہیں۔

عقلی دلیل:

اور ویسے بھی جب کسی معزز شخصیت کو مدعو کیا جاتا ہے تو اولاً اسکی شان کے مطابق جملہ ضروریات اور آسائش کی اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔ چونکہ حضرت آدمؑ اشرف المخلوقات کے اب (باپ) تھے اور بڑی شخصیت تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی آسائش کے لئے جملہ اشیاء ارضی جن میں گھوڑا بھی ہے پیدا فرمایا ہے۔

گھوڑے کے گوشت کا حکم:

اس باب میں گھوڑے کے گوشت کے بارے میں بیان ہے کہ اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر جائز نہیں تو کیوں حرام ہے۔ کیا یہ حرمت لذاتہ ہے یا لغیرہ اور کن وجوہات سے اس میں حرمت آئی ہے۔ تو بعض کہتے ہیں کہ اس کی حرمت کرامت کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کہ گھوڑا ایک محترم اور قیمتی شے ہے اور قیمتی اشیاء قابل احترام ہوتی ہیں جن کا برباد کرنا حرام ہے۔

اس کے علاوہ گھوڑا آلہ جہاد ہے ہر دور میں اس کو جہاد کیلئے استعمال کیا گیا ہے اس لئے بھی گھوڑا قابل احترام ہے اور اس کا احترام اور حفاظت کرنا ضروری ہے۔ اگر اس کو ذبح کرنا جائز قرار دیا جائے تو یہ ختم ہو جائے گا۔ اور جہاد کا ایک عمدہ آلہ برباد ہو جائے گا۔ اس کی ذات میں نجاست وغیرہ کی وجہ سے حرمت نہیں یہی وجہ ہے کہ گھوڑے کا پسینہ پاک ہے اگر بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو بدن اور کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔ اسی طرح اس کا

دودھ بھی پاک ہے۔

مگر بعض حضرات کے ہاں اس کی حرمت نجاست کی وجہ سے ہے اس لئے ان کے ہاں اس کا دودھ بھی حرام ہے۔اور بعض حضرات اسکو مباح سمجھتے ہیں ان کے ہاں اس کا گوشت حلال ہے۔

امام شافعیؒ، حسن بصریؒ، ابراہیم نخعیؒ، علقمہؒ، اسودؒ، امام احمدؒ کے ہاں گھوڑے کا گوشت مباح بلا کراہت ہے۔ جبکہ حنفیہؒ میں سے امام یوسفؒ اور محمدؒ کا مذہب بھی جمہور کے تابع ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا مذہب :

امام ابو حنیفہؒ سے اس بارے میں مختلف روایات مروی ہیں۔

(۱) گھوڑے کا گوشت کھانا حرام ہے۔

(۲) مکروہ تحریمی ہے۔

(۳) مکروہ تنزیھی ہے۔

(۴) یا امام صاحب سے کوئی واضح حکم مروی نہیں۔ البتہ آپؒ سے مختلف دلائل مروی ہیں جن میں بعض بہت قوی تھے اور بعض اس سے کم درجے تو تلامذہ نے ان دلائل کو دیکھ کر یہ احکام اور مختلف اقوال مستنبط کئے۔ جو وہ آپؒ کی طرف منسوب ہو گئے۔ مثلاً امام محمدؒ سے ایک قول مروی ہے، امام ابو یوسفؒ سے دوسرا قول، امام زفرؒ سے تیسرا قول اور سب کی نسبت امام ابو حنیفہؒ کی طرف کی گئی۔

مگر ان مختلف اقوال میں صحیح قول کراہت کا ہے اور کراہت سے مراد کراہت تنزیھی ہے۔ فخر الاسلام اور ابو معین نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ اگرچہ علامہ عینیؒ نے قیل کے ساتھ کراہت تحریمی کا قول بھی نقل کیا ہے۔

حرمت والوں کی دلیل

جو حضرات گھوڑے کے گوشت کو حرام کہتے ہیں ان کے ہاں دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینة (الایة)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کو تمہاری سواری اور زینت کے لئے پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کو ایک ہی لڑی میں پرو کر ذکر کیا ہے۔ تینوں ایک ہی آیت میں ذکر ہیں لہذا ان کا حکم بھی ایک ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ قرآن فی اللفظ قرآن فی الحکم کا تقاضہ کرتا ہے۔ چونکہ بغال (خچر) اور حمیر (گدھا) بالاتفاق حرام ہیں تو اسی طرح گھوڑا بھی حرام ہے۔

الجواب

مگر اس کا جواب اصولی فقہ میں ہے کہ یہ ایسا استدلال فاسد ہے۔ علم اصول کی (مبحث الوجوہ الفاسدة

میں اس کی تفاصیل موجود ہیں) اس لئے کہ کسی حکم کا ایک ہی لائن میں آنا اس کا تقاضہ نہیں کرتا کہ حکم بھی اس کا ایک ہو۔ ورنہ شراب' دودھ اور شربت کا ایک ہی حکم ہوگا اور سب حرام ہونگے۔ اس لئے کہ شراب ہے لیکن بالاتفاق سب کا حکم مختلف ہے' شراب حرام ہے جبکہ شربت اور دودھ حلال لہذا ان تینوں کا حکم بھی ایک نہیں۔

حنفیہ کے دلائل

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ان کا ذکر بطور امتنان کیا ہے۔

والخيل والبغال والحمير لتركبوها وزينة (الاية)

اور گھوڑے' خچر اور گدھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری سواری اور زینت کے لئے پیدا کئے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے انہیں احسان کے طور پر ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر کتنا بڑا احسان کیا کہ تمہارے لئے یہ چیزیں پیدا کیں اور محاورہ ہے کہ

اذا حجد الانسان وجب الامتنان

جب انسان کسی کے احسان کو بھول جائے تو اسے احسان جتلانا واجب ہو جاتا ہے۔

تو گویا انسان جو عموماً اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کو بھول کر ناشکری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بطور احسان و انعامات جتلانے کے ذکر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جانور تمہارے لئے پیدا کئے کہ لتركبوها وزينة کہ تم ان پر سواری کرو اور یہ زینت بھی ہے جو کہ تمہارے شان و شوکت کی نشانی ہے۔ اور اس سے دنیا میں تمہاری شان اور آن بلند ہوگی اگر اس کا کھانا حلال ہوتا تو اللہ تعالیٰ اولاً بطور امتنان لتاكلوها اس کے کھانے کا ذکر فرماتے۔ اس لئے کہ بقاء حیات خوراک سے ہے اور پھر دوسرے نمبر پر سواری اور تیسرے نمبر پر زینت کو ذکر فرماتے۔ لیکن جب آپ نے صرف سواری اور زینت کو ذکر فرمایا تو معلوم ہوا کہ یہ اشیاء کھانے کے لئے نہیں۔ ورنہ اہم ترین مقصد تخلیق اکل کو پہلے ضرور ذکر کرتے۔

دوسری دلیل

امام صاحب دوسری دلیل قرآن کریم کی یہ آیت واعدو لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوالله وعدوكم (الاية)

ترجمہ : اور تیار کرو انکی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر۔

تو جب گھوڑے پالنا رباط ہے اور یہ دشمن کو ڈرانے کا آلہ ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو اس لئے پیدا کیا کہ تم اس کے ذریعے دشمن اسلام پر دہشت طاری کرو تو بنیادی طور پر گھوڑا جنگ و جہاد

کا آلہ ہو اسکو ذبح کرنا آلات حرب کو ختم کے مترادف ہے جو شرعاً صحیح نہیں۔

تیسری دلیل

تیسری دلیل واعدو لهم ما استعطة ہے اعداد حکم قطعی ہے' مگر اس کی کوئی انتہا نہیں نماز کا حکم محدود ہے کہ پانچ نمازیں' زکوٰۃ کا حکم محدود ہے کہ چالیسواں ہے عشرہ اور خمس' دسواں اور پانچواں ہے اور روزے کا حکم محدود کہ سال میں ایک بار صرف ایک ماہ' حج کا حکم' مقید اور محدود ہے کہ عمر بھر میں ایک بار ہے' مگر یہاں آلات جنگ کی تیاری کا حکم غیر محدود رکھا گیا کہ بندوق' ٹینک' میزائل' توپ کلاشنکوف' ایٹم بم' خنجر اور گھوڑے تک اس میں شامل ہیں۔ اور مااستطعتم کہہ کہ اسے مطلق استطاعت سے وابستہ کر دیا ہے کہ جتنی بھی طاقت اور بس میں ہو تو پر اسے اختیار کرنا لازمی ہے۔

گھوڑا اب بھی آلہ جہاد ہے :

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ آج کل تو گھوڑوں کی ضرورت نہیں اسلئے کہ اس ایٹمی دور میں جنگ جہاز' ٹینک' توپ وغیرہ سے ہوتی ہے اور سواری کے لئے بڑی اور چھوٹی گاڑیاں استعمال ہوتی ہیں گھوڑے کی اب ضرورت نہیں۔ اس لئے اس دور میں اس کا حکم وہ نہیں رہا بلکہ اسکا کھانا حلال ہونا چاہیے۔

الجواب :

مگر جواب یہ ہے کہ یہ غلط بات ہے کہ اس زمانے میں گھوڑوں کی ضرورت نہیں بلکہ گھوڑوں کے بغیر اس دور میں بھی جہاد کرنا آسان نہیں۔ جہاد افغانستان میں بہت سے گھوڑے استعمال ہوئے ہیں۔ بھاری بھاری اسلحہ اس کے ذریعے مورچوں تک پہنچایا جاتا رہا۔ اس لئے کہ وہاں گاڑی وغیرہ نہیں جاسکتی۔ اس طرح گھاٹیوں اور پہاڑوں میں یہی وسیلہ جہاد بنے رہے۔ دنیا بھر سے مہنگے ترین گھوڑے اس جہاد کے لئے درآمد کئے جاتے رہے۔ تو ہر دور میں گھوڑے آلات حرب میں داخل ہیں اس لئے آج بھی اس کا وہی حکم ہوگا جو پہلے تھا۔ اب بھی دنیا بھی کی افواج میں گھوڑوں کو اور اسے جنگی ضرورت کے طور تیار رکھنے' پر پرورش جاری ہے۔

مباح کہنے والوں کے دلائل کا جواب

باب کی روایت سے چونکہ جمہور گھوڑے کے گوشت کی اباحت پر استدلال کرتے ہیں مگر اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ روایت نص قرآنی سے مخالف ہے جو نا قابل احتجاج ہے۔

ثانیاً : یہ روایت خالد بن ولیدؓ کی روایت

ان رسول الله ﷺ نهى عن اكل لحوم الخيل والبغال والحمير (الحديث)

رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے' خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔

سے منسوخ ہے اسلئے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ غزوہ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے۔اور جواز کی روایت خیبر کے واقعہ سے متعلق ہے۔

ثالثا :

چونکہ ان دونوں روایات میں تعارض ہے اور جب محرم اور مبیح کے درمیان تعارض آجائے تو ترجیح محرم کو ہوتی ہے لہذا ان دونوں روایات میں بھی ترجیح نہی کی روایت کو ہوگی۔

چوتھی دلیل

ایک جواب یہ بھی ہے کہ ابتداء اسلام میں اس کا گوشت کھایا جاتا تھا مگر بعد میں رسول اللہ ﷺ نے اس کو حرام قرار دیا۔ ابوداؤد اور نسائی وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سواری اور زینت کے لئے پیدا کیا ہے۔

دریائی گھوڑا

گھوڑے کی دوسری قسم دریائی گھوڑا ہے۔ یہ گھوڑا عموماً دریا میں ہوتا ہے اور بہت تیز تیرتا ہے۔ خشکی پر اس کی آمد بہت کم ہوتی ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اس گھوڑے کا کھانا بھی جائز اور حلال ہے۔

احناف کے ہاں اس گھوڑے کا گوشت ناجائز و حرام ہے اس لئے حنفیہ دریائی جانوروں میں مچھلی کے علاوہ سب حیوانات کو حرام قرار دیتے ہیں۔

گھوڑے کے بعض شرعی احکام

گھوڑا چونکہ جنگی آلہ ہے اس لئے اس کو کفار پر فروخت کرنا جائز نہیں اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ذمی لوگ گھوڑے پر سواری نہیں کریں گے۔ اگرچہ بعض علماء کرام نے عربی النسل گھوڑوں پر ذمیوں کو سواری سے منع کیا ہے۔ اور غیر عربی النسل پر سواری کی اجازت دی ہے۔ اسی طرح جمہور علماء کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں البتہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں صرف گھوڑیوں یا دونوں کے مشترکہ میں زکاۃ واجب ہے اس لئے کہ اس میں وجوب زکوٰۃ یعنی افزائش نسل کا سبب پایا جاتا ہے البتہ صرف گھوڑوں میں چونکہ افزائش نسل نہیں ہو سکتی اور نہ اس کے گوشت کو کھایا جاتا ہے اس لئے اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

حدیث کے الفاظ اطعمنا کا مطلب یہ ہے کہ ای اجاز ناطعمه

کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

یہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس گھوڑوں کو ذبح کر کے اس کو پکایا ہو اور ہمیں کھلایا ہو۔

ونهانا عن الحوم الحمر اس کی تفصیل دوسرے باب میں آئے گی۔

وروی حماد بن زید عن عمروبن دینار عن محمد بن علی من جابر

یہاں محمد بن علی سے مراد محمد بن علی بن الحسینؒ بن علیؓ ہے جو امام ابو جعفر باقر سے مشہور ہیں۔ امام نسائی نے فرمایا ہے کہ حماد کی کسی اور نے موافقت نہیں کی۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ اس روایت کو دوسرے محدثین نے مختلف طرق سے ذکر کیا ہے جس میں عمرو بن دینار اور حضرت جابرؓ کے درمیان واسطہ مذکور ہے اس لئے بعض علماء کرام نے امام ترمذی کی دعویٰ غرابت (غریب) کو عجیب سمجھا ہے۔

امام بیہقی نے سفیان بن عیینہ کی روایت کو منقطع ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن حق بات یہ ہے کہ عمرو بن کا جابرؓ سے سماع ثابت ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ عمرو بن دینار نے اس روایت کو دونوں طرح سنی ہو یعنی بالواسطہ بھی اور بلاواسطہ بھی۔

وروایة ابن عینیة اصح الخ امام ترمذیؒ ان الفاظ سے سفیان بن عیینہ کو حماد بن زید کی روایت پر ترجیح دینا چاہتا ہے اور بطور دلیل امام محمد بن اسماعیل البخاری کا قول کہ سفیان بن عینیة احفظ من حماد بن زید کہ ابن عیینہ حماد سے زیادہ حافظ ہے۔ تو جب سفیان کا حافظہ مضبوط ہے تو اس کی روایت بھی زیادہ صحیح ہوگی۔

باب ماجاء فی الفارة تموت فی السمن
چوہا گھی میں گر کر مر جائے اس کا بیان

حدثنا سعید بن عبدالرحمان وابو عمار قالا : حدثنا سفیان عن الزہری عن عبیدالله عن ابن عباسؓ عن میمونةؓ ان فارة وقعت فی سمن فمافت فسئل عنها النبی ﷺ فقال القوها وما حولها فکلوه ۔ وفی الباب عن ابی هریرة هذا حدیث حسن صحیح

وقد روی هذا الحدیث عن الزهری عن عبیدالله عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ سئل ولم یذکر فیه عن میمونةؓ وحدیث ابن عباسؓ عن میمونةؓ اصح و روی معمر عن الزهری عن سعید بن المسیب عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ نحوه وهذا حدیث غیر محفوظ سمعت محمد بن اسماعیل یقول: حدیث معمر عن الزهری عن سیعد بن المسیب عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ فی هذا خطأ والصحیح حدیث الزهری عن عبیدالله عن ابن عباسؓ

عن میمونۃؓ

ترجمہ : سعید بن عبد الرحمان اور ابو عمار فرماتے ہیں کہ ہمیں سفیان نے زھری سے روایت کی اور انہوں نے عبید اللہ سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عباسؓ سے اور انہوں نے حضرت میمونہؓ سے اور وہ فرماتی ہیں کہ ایک چوہا گھی کے اندر گر کر مر گیا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کے ارد گرد کے گھی کو گرادو اور پھر اس کو کھاؤ۔

اس باب میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے بھی روایت مروی اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور اس حدیث کو زھری عن عبیداللہ عن ابن عباس ان النبی ﷺ سئل کی سند کے ساتھ روایت کی گئی اور اس میں میمونہؓ کا واسطہ ذکر نہیں ہے جبکہ حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت ابن عباسؓ حضرت میمونہؓ کے واسطے سے زیادہ صحیح ہے۔ اور معمر نے زھری سے اور انہوں نے سعید بن میسّب سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ لیکن یہ حدیث محفوظ نہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل البخاری سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ

حدیث معمر عن الزھری عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ میں غلطی (خطا) ہے اور صحیح روایت زھری عن عبیداللہ عن ابن عباسؓ عن میمونۃؓ ہے۔

الفارۃ:

چوہے کو کہا جاتا ہے اس کی جمع فار ہے۔ علماء حیوانات نے اس کی کنیت ام خراب یا ام راشد ذکر کی ہے۔ چوہوں کی بے شمار قسمیں ہیں۔ ان میں بعض چوہے گھروں میں رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جملہ چوہوں کو فواسق قرار دے کر انکے قتل کو ارض حل اور ارض حرام دونوں مقامات میں حلال قرار دیا ہے۔

فوسیقۃ کی وجہ تسمیہ

رسول اللہ ﷺ نے اس کو فوسیقہ بھی کہا ہے۔ حدیث ترمذی ہے فان الفویسقۃ تضرم علی الناس بیوتھم کہ رات کو سونے سے پہلے آگ اور تیل کی بتی وغیرہ بجھادیا کرو ورنہ چوہا آگ لگادیتا ہے۔ یہ لفظ فسقت الرطبۃ سے ہے کہ پکی ہوئی کھجور جب بہت پک کر اپنے چھلکے سے باہر آجائے گویا فسق میں حد سے تجاوز اور حدود کو پھلانگنا ہوتا ہے اس وجہ سے ایسے شخص کو فاسق کہتے ہیں۔

(۱) امام طحاویؒ نے یزید بن ابی نعیم کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ابو سعید الخدریؓ سے دریافت کیا کہ چوہوں کو فوسیقہ کیوں کہا جاتا ہے تو آپؓ نے فرمایا کہ ایک رات یہ چوہا رسول اللہ ﷺ

کے گھر کو آگ لگانے کیلئے چراغ کی بتی اٹھا کر لارہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھ کر اس کو مار ڈالا۔ اور ہر ایک کیلئے اس کو قتل کرنا مباح ہے اور جائز قرار دیا۔ اس قسم کی روایات ابوداؤد اور دیگر کتب حدیث میں بھی مروی ہیں۔

(۲) چوہوں نے حضرت نوحؑ کی کشتی کی رسی کاٹ دی تھی۔

(۳) انکے بارے میں مشہور ہے کہ چوہا جس قسم کا بھی ہو وہ کسی کو بھی معاف نہیں کرتا اور ہر چیز کو ختم کر دیتا ہے۔ اگر کتب خانے میں ایک چوہا داخل ہو جائے تو کتابوں کا ستیاناس کر دیتا ہے میرا شناختی کارڈ جو ۲۵، ۳۰ سال قبل بنایا گیا تھا کل میں نے اچانک دیکھا کہ چوہوں نے اسکا ستیاناس کر رکھا ہے آدھے سے زیادہ کھایا گیا ملا۔

بنی اسرائیل پر عذاب

روایات میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے بعض لوگ عذاب الٰہی کی وجہ سے چوہے بن چکے تھے ان کے چہرے چوہوں جیسے ہو چکے تھے ان کی علامت یہ تھی کہ جب انکے سامنے اونٹنی کا دودھ رکھا جاتا تھا تو اسکو نہیں پیتے تھے اور اگر دیگر حیوانات کا دودھ ہوتا تو پی جاتے تھے، اسلئے کہ بنی اسرائیل پر اونٹ کا گوشت حرام تھا۔ اسی بناء پر وہ اسکا دودھ بھی استعمال نہیں کرتے تھے۔

چوہے کا جھوٹا اور نسیان

علماء امت نے لکھا ہے کہ چوہے کا جھوٹا استعمال کرنا نسیان کا سبب ہے۔ اس لئے علماء نے اس کو مکروہ کہا ہے لیکن اس کے باوجود بھی اس موذی جانور میں بھی اللہ تعالیٰ نے بعض کمالات رکھے ہیں اور کئی امراض کے لئے اس میں شفا رکھی ہے۔

چوہے کے طبی فوائد

حیوانات کے خواص معلوم کرنے کیلئے علامہ دمیریؒ کی کتاب حیات الحیوان ایک معلوماتی کتاب ہے۔ انہوں نے چوہوں کے بارے میں کئی ٹوٹکے اور کئی فائدے بھی لکھے ہیں۔

تو امام ترمذیؒ اس باب میں ایسے کھانے پینے کی اشیاء کا حکم بیان فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی گندی اور نجس چیز گر جائے تو اسکا کیا حکم ہوگا۔

ماکولات کی اقسام

عموماً کھانے پینے کی اشیاء کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(۱) مائع : یعنی جو چیز سائل ہو خود بخود بہتی ہو جیسے شربت، شوربا وغیرہ یعنی سیلان والی چیزیں۔

(۲) جامد : یعنی خود بخود بہتی نہ ہو اس میں سیلان کا مادہ موجود نہ ہو جیسے گھی شہد وغیرہ۔ جب منجمد ہو

اس لئے کہ ان اشیاء میں جمود کے ساتھ سیلان کا مادہ موجود ہے۔

تو ایسی اشیاء میں جب کوئی نجس چیز گر جائے یا اس میں کوئی جانور مر جائے تو ایسی اشیاء کا کیا حکم ہے ؟ کیا یہ سارے کا سارا پلید ہوا؟ یا صرف اس گندگی کے ساتھ منسلک جگہ ناپاک اور نجس ہوئی ہے ؟

تو مسئلہ یہ ہے کہ جس چیز میں گندگی گری ہو اس کا ناپاک یا پاک ہونا اسکی ذات پر موقوف ہے۔ اگر وہ چیز جامد ہو تو وہ سارے کا سارا پلید نہیں ہوگا صرف وہ جگہ اور اسکے گردونواح نجس ہو جائے گا۔ جس میں نجس چیز گری ہو' اس نجس چیز کو نکالنے کے بعد اسکے گردونواح اور اطراف سے جامد چیز نکال لی جائے تو باقی طعام پاک ہوگا۔ اور اگر وہ مائع ہو تو سارے کا سارا پلید ہو جائے گا۔ جیسے کنواں پلید ہو جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے اور باب کی روایت سے امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔

پاک کرنے کا طریقہ

البتہ علماء کرام نے لکھا ہے کہ اگر چوہے وغیرہ کے گرنے سے مائع چیز ناپاک ہو جائے گی مگر اس کے پاک کرنے کا ایک طریقہ موجود ہے وہ یہ کہ اس مائع چیز کی مقدار کے برابر اس میں پاک پانی ڈالا جائے اور پھر اس کو آگ پر ابالا جائے یہاں تک کہ پانی خشک ہو جائے اور اتنی چیز باقی رہے جتنی تھی۔ ایسا عمل تین مرتبہ کر لیا جائے۔ تو وہ مائع چیز پاک ہو جائے گی مثلاً ایک ٹین گھی یا تیل کے اندر چوہا گر کر مر گیا تو ایک ٹین کے ساتھ ایک ٹین پانی ملا کر خوب ابالا جائے حتی کہ ایک ٹین تیل باقی رہ جائے اور پانی بھاپ بن کر اڑ جائے۔ تو یہ تیل یا گھی پاک ہو جائے گا۔

ان فارة وقعت فی السمن فمانت: فقال القوها و ماحولها فکلوه

لہذا اگر گھی کے ٹین میں چوہا گر کر مر جائے اور وہ گھی جامد ہو تو جامد ہونے کی وجہ سے گرنے والی نجس کے اجزاء نے اس میں سرایت نہیں کی اس کے اجزاء سارے گھی میں نہیں پھیلے ہیں اسلئے اس ٹین سے چوہے کو نکالنے کے بعد اس کے اردگرد گھی ہٹا دیا جائے تو باقی گھی پاک رہے گا۔

نجس اشیاء سے انتفاع

مگر جہاں روایات میں ممانعت کھانے سے ہے دوسرے فوائد سے نہیں' اس لئے اس گھی کو دیگر جگہوں میں مثلاً کشتی کو تیل دینے وغیرہ میں استعمال کرنا جائز ہے۔ اسی وجہ سے فقہا کرام نے نجس چیز کی بیع کو جائز قرار دیا ہے۔

ممانعت والی روایت کا جواب

لیکن جہاں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اسکے قریب بھی نہ جاؤ تو وہاں بھی کھانا مراد ہے۔ انتفاع مراد نہیں۔

مذہب حنفیہ کی تائید

اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ کسی چیز کے ناپاک ہونے کے لئے تغیر احد اوصاف ضروری نہیں اور نہ کثرت ضروری ہے نفس وقوع نجاست سے وہ چیز ناپاک ہوجاتی ہے۔ چاہے وہ چیز قلیل ہو یا کثیر ہو شراح حدیث نے لکھا ہے کہ یہ روایت امام ابو حنیفہؒ کی رائے اور فتوے کی مؤید ہے۔ اس لئے کہ روایت سے صاف ظاہر ہے کہ چوہے کے گرنے سے نہ گھی کے رنگ میں کوئی تغیر واقع ہوا ہے اور نہ اس کی بو اور مزہ متاثر ہوا ہے مگر اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ اس گھی کو نجس قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ تغیر اوصاف ضروری اور لازمی ہوتا تو آپؐ اس کو ناپاک نہ قرار دیتے۔

وقدروی هذا الحديث عن الزهری عن عبيد الله عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ ولم يذكرفيه عن ميمونةؓ وحديث ابن عباسؓ عن ميمونةؓ اصح اس امام ترمذیؒ حضرت میمونہؓ کے واسطہ والی روایت کو غیر واسطے والی روایت پر ترجیح دیتے ہیں

علامہ ذہلیؒ نے ان دونوں روایات کے بارے میں کہا ہے کہ بان الطریقین صحیان کہ دونوں طرح یہ روایت صحیح ہے چاہیے اس میں میمونہؓ کا واسطہ ہو یا نہ ہو۔

حديث معمر عن الزهری عن سيعد بن المسيب عن ابی هريرة عن النبی ﷺ فی هذا خطأ والصحيح حديث الزهری عن عبيدالله عن ابن عباس عن ميمونةؓ۔

امام ترمذی نے معمر عن زهری .... عن ابی هريرة کی روایت کو غلط قرار دیتے ہیں کہ یہ حدیث محفوظ نہیں اور دلیل میں امام بخاری کا قول پیش کیا ہے۔

مگر حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ معمر کی سعید بن المسیب سے روایت کرنے کا اصل موجود ہے اس لئے نسائی وغیرہ نے معمر عن سعید بن المسیب قال بلغنا ان النبی ﷺ الخ کی سند سے روایت کی ہے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سفیان نے معمر سے حضرت میمونہؓ کی سند کے سوا کی اور سند سے روایت نہیں کی۔ تو یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا ہے کہ ان کے پاس اس کی کوئی دوسری سند نہ ہو۔

بحث و نظر
خاص برائے الحق

مفتی محمد مصباح الدین تابانی*

رؤیت ہلال......اختلاف مطالع اور فلکی حساب

(دوسری قسط)

استدلال کے حیرت انگیز نتائج

اس طرز استدلال کو قبول کرلیں تو عجیب نتائج سامنے آتے ہیں۔ مثلاً ملاحظہ ہو "چونکہ حکم صوم عام ہے لہذا اس پہلو سے کہ ایک بلد میں اس کی ادائیگی کا اعتبار واجب ہے، دوسرے بلد کیلئے بھی معتبر اور کافی ہوگا۔ اب گویا دوسرے بلد والوں کو روزہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہاں جب حکم صوم کے عام ہونے سے اسکی ادائیگی مطلق عن البلد نہیں ہو جاتی تو حکم رؤیت کے عام ہونے سے رؤیت کی ادائیگی کیسے مطلق عن البلد ہو جائیگی؟

اگر اس طرز استدلال کو باب الصلاۃ کی نص :اقم الصلاة لدلوك الشمس (الاسراء ۱۷:۷۸) پر منطبق کردیا جائے تو وہ یوں بنتا ہے کہ ان قولہ تعالیٰ :

اقم الصلاة لدلوك الشمس عام فی سائر الآفاق وانه غير مخصوص باهل بلد دون غير هم وإذاكان كذالك فمن حيث وجب اعتبار دلوك اهل بلد فى الصلاة ، وجب اعتبار غير هم ايضاً یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ دلوک شمس کے وقت نماز پڑھو تمام آفاق والوں کیلئے عام ہے اور یہ حکم کسی بلد کو چھوڑ کر دوسرے بلد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ پس جب واقعہ یہ ہے کہ اس پہلو سے کہ درباب نماز کی اہل بلد کے دلوک کا اعتبار واجب ہے دوسرے بلد کے دلوک کا اعتبار بھی واجب ہوگا۔"

سب جانتے ہیں کہ یہاں اس طریقہ استدلال کو اپنالیا جائے تو میقات الصلاۃ کا پورا کیلنڈر ہی زیر وزبر ہو جائے۔ جب یہاں ایک بلد کا دلوک شمس دوسرے بلد کے لئے کسی کے نزدیک بھی معتبر نہیں ہے تو ایک بلد کی رؤیت دوسرے بلد کے لئے کس بنیاد پر معتبر ہو جائے گی؟

آیات صیام ہی میں سے ایک آیت کے فقرہ : ولتكملوا العدة میں عدة کے مراد کی تعیین کے سلسلہ میں بھی امام صاحب کا طریقہ استدلال بعینہ یہی ہے۔ فرماتے ہیں :فأوجب (الله تعالىٰ) إكمل عدة

* شعبہ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا

الشهر ، وقدثبت بروية اهل بلد ان العدة ثلاثون يوما فوجب علىٰ هولاء اکمالهٰا لا ن الله لم يخصص باكمال العدة قوما دون قوم فهو عام فی جميع المخاطبين (۴۴) یعنی اللہ تعالیٰ نے تعداد ماہ کو پورا کرنا واجب قرار دیا ہے کسی بھی اہل بلد کی رؤیت سے یہ ثابت ہو گیا ہو کہ تعداد ماہ ۳۰ دن ہے تو ان سب پر اس تعداد کا پورا کرنا واجب ہو جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اکمال عدہ کو کسی ایک بلد کے لوگوں کے ساتھ خاص نہیں کیا ہے۔ بلکہ یہ تمام مخاطبین کے لئے عام ہے۔

اس استدلال کا ایک سطری اختصار یہ ہے حکم اکمال عدہ عام ہے اور ایک بلد کی رؤیت سے تعداد ماہ ۳۰ دن ثابت ہو گئی لہذا دوسرے بلد کے لئے بھی اکمال عدہ ۳۰ دن کا ہو گا۔

"صوموالرئوية عام" کا مطلب

ایک اور پہلو سے جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ امام صاحب کے اس استدلال میں پہلا مقدمہ انتہائی مبہم ہے جیسا کہ اوپر واضح ہوا اخذ کردہ نتیجہ کے لحاظ سے صوموالرؤیۃ کے عام ہونے کا مطلب ہو گا: اعتبار رؤیت کا عام ہونا جو کہ فقرہ صوموالرویۃ کا عام ہونے کا صحیح مفہوم نہیں ہے اور اسی لئے یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔

صوموالرؤیۃ کے عام ہونے کے حسب ذیل ۵ مطالب ہو سکتے ہیں: صوموالرؤیۃ عام ہے: یعنی

(۱) حکم صوم بسبب اعتبار رؤیت عام ہے (۲) حکم حکم رؤیت (تحقق رؤیت) عام ہے

(۳) اعتبار رؤیت عام ہے (۴) حکم صوم بسبب تحقق رؤیت عام ہے

(۵) حکم صوم بسبب اعتبار رؤیت عام ہے۔

ان میں صرف ایک معنی صحیح و کامل ہے۔ باقی معانی یا تو ناقص ہیں یا بالکلیہ غلط ہیں۔ چنانچہ معنی نمبر ۳ اور ۵ یکسر غلط ہیں۔ صحیح و کامل معنی جو کہ مقصود ہے وہ نمبر ۴ ہے یعنی حکم صوم بسبب تحقق رؤیت عام ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ صوموالرویۃ کے فقرہ کا مدعائے اصلی تعلیق الصوم بالرویۃ کا بیان ہے یعنی یہ کہ ادائے صوم تحقق رؤیت پر معلق ہے۔ رؤیت محقق ہو گی تو صوم واجب الادا ہو گا۔ اور اس معنی کا اقتضاء اسکے بالکل بر عکس ہے جو امام صاحب کا اخذ کردہ نتیجہ ہے۔ امام صاحب کے استدلال میں معنی نمبر ۵ اختیار کر لیا گیا ہے۔ جو مدلولات ستہ میں سے صوموالرؤیۃ کا کوئی مدلول نہیں ہے۔ (۴۴)

تعلیق الصوم بالروية کی حقیقت

یہ استدلال تعلیق الصوم بالرؤیۃ کی حقیقت کے بھی خلاف ہے جو کہ اس حدیث کا مدعا ہے۔ صوم و رؤیت کے مابین جو تعلیقی رشتہ پایا جاتا ہے وہ حکم اور علت کا رشتہ نہیں ہے کہ حکم صوم کا رشتہ کا ثبوت رؤیت پر معلق ہو۔ یہ رشتہ حکم و شرط کا بھی نہیں ہے۔ (۴۶) کہ اداء صوم کی صحت رؤیت پر منحصر ہو۔ فی الواقع یہ تعلیقی

ربط حکم و سبب کا ہے (۴۷) یعنی یہ کہ صوم کی نفس ادائیگی رؤیت سے وابستہ ہے گویا یہ تعلیق الحکم بالسبب ہے۔ اسی لئے اس حدیث رؤیت سے کوئی ایسا معنی اخذ کرنا درست نہیں ہوگا جو صوم ورؤیت کے اس سببی تعلیق کے مغائر ہو۔ پس جس طرح حکم صیام عام ہے اسی طرح تعلیق رؤیت بھی عام ہوگی۔

حکم اور سبب حکم (۴۸)

علم اصول میں حکم و سبب سے متعلق کچھ ضابطے مقرر ہیں جن کی روشنی میں مسئلہ کی مزید بہتر تفہیم و تشریح ہو سکتی ہے۔ ضابطہ یہ ہے کہ ہر حکم شرعی ایک خطاب ہے جس سے کسی فعل کا نفس وجوب یعنی اس کا تکلیف شرعی ہونا ثابت ہوتا ہے پھر یہ جاننے کے لئے یہ خطاب مکلفین پر بالفعل کب متوجہ ہے ہر حکم کے ساتھ شارع کی جانب سے ایک سبب متعین ہوتا ہے تاکہ جوں ہی وہ سبب متحقق ہو یہ معلوم ہو جائے کہ خطاب متوجہ ہو گیا ہے اور اب اداء حکم واجب ہو گیا ہے۔ اس طرح ہر حکم شرعی اپنے سبب سے وابستہ ہوتا ہے جس کے تحقق کے بغیر اداء حکم کا خطاب مکلفین کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ شارع کا صیغہ خطاب حکم کا نفس وجوب بتانے کے لئے۔ شریعت کا عام ضابطہ یہ ہے کہ خطاب تکلیف (نفس وجوب) صادر کر دیا جاتا ہے اور وجوبِ اداء کیلئے الگ سے کوئی صیغہ خطاب بار بار وارد نہیں ہوتا۔ بلکہ اس غرض کیلئے ایک سبب متعین کر دیا جاتا ہے گویا تحقق سبب ادائے حکم کو واجب کرتا رہتا ہے۔ یہی حقیقت اصول فقہ میں تعلیق الحکم بالسبب یعنی سبب پر حکم کی تعلیق کہلاتی ہے۔

تعلیق الحکم بالسبب

ہر حکم معلق بالسبب ہے خواہ حکم خاص ہو یا عام، اور ہر مخاطب بالحکم مخاطب بالتعلیق ہے۔ سبب کے ساتھ حکم کی تعلیق تحقق سبب کے ساتھ اداء حکم کی تعلیق ہے یعنی اداء حکم کے لئے سبب لازم ہے معلق (حکم) اور معلق بہ (سبب) دونوں ہی حتماً لا ینفک ہیں۔ حکم کہیں بھی تعلیق سبب سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ ایسا نہیں ہوگا کہ مصر و شام میں تو حکم تعلیق سبب کے ساتھ مخاطب ہو اور حجاز و یمن میں بلا تعلیق۔ یا یہ کہ سبب تو اہل حجاز کا ہو اور حکم اہل عراق پر مخاطب ہو، یا سبب تو ایک دن متحقق ہو اور حکم دوسرے دن مخاطب ہو۔ غرض ادائے حکم اور تحققِ سبب کا ساتھ کہیں نہیں چھوٹے گا، کیونکہ اداء حکم تحقق سبب پر معلق ہے ہر مقام اداء پر اس تعلیقی رشتہ کی موجودگی لازم ہوگی کہیں بھی حکم و سبب کا مابین یہ تعلیقی ربط ٹوٹ نہیں سکتا۔

رؤیت کس نوعیت کا سبب ہے۔

سبب اپنے تحقیق کے اعتبار سے مختلف قسم کا ہو سکتا ہے:

اول: سبب کا تحقق مکلفین کیلئے یکبارگی اور متصل ہو، یہ سبب خالص مکانی ہوتا ہے۔ اس میں اداء حکم مکرراً

مطلوب نہیں ہوتا جیسے حکم حج کا سبب بیت اللہ کا وجود ہے۔

دوم : سبب مکلفین کے حق میں مختلف مقامات پر نوبتاً (یکے بعد دیگرے) متحقق ہو۔ یہ سبب بیک وقت زمانی و مکانی (مقید بالمکان) ہوتا ہے۔ اس میں اداء حکم مکرراً مطلوب ہوتا ہے اور اسی لئے تحقق سببِ بھی مکرر ہوتا ہے جیسے حکم صلاۃ کا سبب دلوک شمس

سوم : سبب کا تحقق ہر مکلّف کے لحاظ سے الگ الگ انفرادی طور پر بھی ہو سکتا ہے جیسے زکوٰۃ کا سبب ملکیت نصاب

چہارم : سبب کا تحقق مکلفین کے حق میں خارجی حالات پر منحصر ہو جسے کفر وشرک کی موجودگی کی بنائ پر جہاد بالقرآن (دعوت) ظلم اور کفر جارح کی بنائ پر جہاد بالسیف (قتال)

ان سبب کے سلسلہ میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جن مکلفین کے حق میں سبب جس صورت میں تحقق ہوگا، خطاب اداء بھی اسی لحاظ سے متوجہ ہوگا۔ رؤیت چونکہ روئے زمین پر متناوباً متحقق ہوتی ہے اسلئے ادائے صوم کی ابتداء وانتہا بھی متناوبا ہوگی۔

سبب ہمیشہ مقامی اور حقیقی ہوتا ہے

سبب کیساتھ حکم کو وابستہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مکلفین سبب کے تحقق کو جان کر حکم کو ادا کریں۔ گویا سبب خطاب کے متوجہ ہونیکی علامت ہے چنانچہ سبب ان ہی چیزوں کو قرار دیا جاتا ہے جن کی حیثیت مکلفین کے حق میں واضح علامت کی ہو۔ اور اگر یہ سبب میقات کے مقصد سے ہو تو یہ ایسے قدرتی آثار و مظاہر کو قرار دیا گیا ہے جن تک ہر انسانی آبادی کی براہ راست اور حقیقی رسائی ہو۔ ہلال کی میقاتیت میں بھی یہ سارے پہلو مد نظر ہیں تاکہ مکلفین کو سبب کے تحقق کا علم فطرتاً، ابتداً اور اصالتاً فراہم ہو۔

اسی لئے شرعی سبب کا مزاج یہ ہے کہ وہ یسری، فطری اور طبعی ہونے کیساتھ ہمیشہ حقیقی ہوتا ہے وہ کبھی عسری، غیر فطری، مصنوعی، مجازی یا اعتباری نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے کسی حکم کا سبب ہوتا ہی وہ ہے جو ہر مقام کے مکلفین کے لئے متحقق ہو سکے۔ اگر وہ سبب علامت بن کر متحقق نہ ہو تو مکلفین کو خطاب کے متوجہ ہونے کا علم ہی نہ ہونے پائے اور ظاہر ہے کہ دوسرے مقام کے قدرتی آثار قابل رسائی نہیں ہو سکتے۔ سبب کوئی اطلاعی چیز بھی نہیں کہ اسکی اطلاع کا کوئی مصنوعی انتظام اصلاً درست ہو۔ یہ اعتباری بھی نہیں کہ کہیں کا سبب کہیں کیلئے معتبر قرار دے دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات دین قویم کے مزاج کے خلاف ہے کہ کوئی تکلیف شرعی عائد تو ہو کسی مقام کے مکلفین پر اور اسکا سبب ظاہر ہو دوسرے مقام پر اس کے برعکس شارع سبحانہ وتعالیٰ نے جس طرح ہر مقام کے مکلّف کو اپنے حکم سے باخبر کرنیکا انتظام فرمایا ہے اسی طرح اس نے اسکے سبب کے ذریعہ اداء حکم کے دقت سے آگاہ کرنے کا بھی تکوینی اور طبعی اہتمام وانصرام کیا ہے۔

بلد غیر کی رؤیت کا اعتبار سبب کے اصولی ضابطوں کے خلاف

مذکورہ بالا تشریح کی روشنی میں یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ کہ ایک بلد کیلئے دوسرے بلد کی رؤیت کو معتبر قرار دینا کس قدر خلاف ضابطہ ہے۔ ایسا کرنے سے رؤیت ہر بلد کیلئے حقیقی نہیں رہتی بلکہ بعض کے لئے حقیقی اور بعض کیلئے محض اعتباری یعنی غیر حقیقی ہو جاتی ہے۔ اسطرح بعض بلاد کا روزہ رکھنا اداء حکم بالسبب بن جاتا ہے۔ حقیقی ہونا سبب کا خاصہ ہے لہذا کوئی ایسا مطلب نہیں لیا جاسکتا جو سبب کے اس وصف کو مجروح کرے۔ رؤیت کی حقیقی نوعیت یہ ہے کہ اسکا تحقق متنادبا ہوتا ہے جسکا تقاضایہ کہ سبب کی تبعیت میں حکم بھی اسی طرح متنادبا ادا ہو حکم اپنے سبب کے تابع ہوا کرتا ہے نہ کہ سبب اپنے حکم کے جہاں تک حکم صوم کے عام ہونے کا تعلق ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سبب کو اعتباری قرار دیدیا جائے اور نہ حدیث رؤیت اس معنی کی کسی طور سے متحمل ہے کیونکہ یہ معنی اس حدیث کے مقتضی کے خلاف ہے۔

نصوص کی مراد کی تعیین کیسے ہو

اسکے لئے تین قواعد فقھیہ حسب ذیل ہیں (۴۹)

(۱) ان اللفظ اذا کان حقیقه لمعنی و مجاذا لاخر فالحقیقة اولی۔ یعنی حقیقی و مجازی معانی میں سے حقیقی کو ترجیح دیا جائے گا۔

(۲) ان احد المحملین اذا اوجب تخصیصاً فی النص دون الآخر فالحمل علی مالا یستلزم التخصیص أولیٰ۔ یعنی محمل و مصداق میں سے جو تخصیص کو مستلزم نہ ہو اسے اختیار کیا جائے گا۔

(۳) ان النص اذا قرئی بقرائتین او روی بروایتین کان العمل به علی وجه یکون عملا بالوجهین اولی ۔ یعنی نص کی دو قرائتیں یا روایتیں ہوں تو اس معنی کو ترجیح حاصل ہو گی جس سے دونوں پر عمل ہو جائے۔

آیئے اب دیکھیں کہ مذکورہ قواعد کی روشنی میں نص : صوموا لرویۃ کی مراد کیا ہے۔

(۱) حقیقت اولی ہے :

روزہ کے لئے ہر بلد کی اپنی محقق رؤیت کا ہونا حقیقی معنی ہے اور کسی بلد کیلئے دوسرے بلد کی رؤیت کا اعتبار مجازی معنی ہے اس لئے ہر بلد کی اپنی محقق رؤیت ہی راجح ہے کیونکہ حقیقت کو ترک کر کے مجاز کو اختیار کرنے کی ۵ ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں (۵۰) جبکہ یہاں رؤیت کے حقیقی معنی کو ترک کر کے اسے مجازی معنی میں لینے کے لئے ان میں سے کوئی بنیاد موجود نہیں ہے۔

پہلی بنیاد 'دلالت عرف' ہے یعنی عرف وعادت میں اسکا استعمال حقیقی معنی میں متروک ہو کر صرف

مجازی ہی معنی میں رہ گیا ہو جیسے لفظ صلاۃ دعا کے معنی میں متروک ہے ظاہر ہے کہ رؤیت کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔

دوسری بنیاد 'دلالت فی نفس الکلام' ہے یعنی یہکہ لفظ بذات خود یہ بتائے کہ اس سے حقیقت مراد نہیں ہے مثلاً لفظ لحم (گوشت) سے مچھلی کا گوشت مراد نہیں ہو سکتا اسی طرح لفظ رؤیت بذات خود چاند کے 'عینی مشاہدہ' اور 'بصری معاینہ' کی طالب ہے۔

تیسری بنیاد دلالت حال المتکلم ہے یعنی صاحب کلام کی صفت وحالت سے ظاہر ہو کہ حقیقت مراد نہیں ہے جیسے اللھم اغفرلی بندے کی طرف سے درخواست ہی ہو سکتی ہے نہ کہ حکم۔ اسی طرح صوموالرویۃ کے متکلم (نبیؐ) کے زمانہ کے حالات میں یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ رؤیت سے آپؐ کی مراد دوسرے بلاد بعیدہ (مطلع غیر جیسے دور دراز علاقوں) کی رؤیت ہو گی۔

چوتھی بنیاد دلالت محل الکلام ہے یعنی محل کلام سے ظاہر ہو کہ حقیقت مراد نہیں ہے مثلاً انما الاعمال بالنیات کا لفظی حقیقی معنی یہ ہو گا کہ نیت کے بغیر عمل وجود میں نہیں آسکتا۔ یہ معنی خلاف واقعہ ہونے کے ساتھ محل وموقع کلام کے بھی مناسب نہیں ہے، لہذا مجازی معنی ہی مراد ہو گا یعنی یہ کہ عمل کا ثواب یا حکم نیتوں پر منحصر ہے۔

پانچویں بنیاد دلالت سیاق الکلام ہے یعنی سیاق وسباق کلام سے ظاہر ہو کہ حقیقت مراد نہیں ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان 'فمن شاء فلیکفر ۔ یہ ارشاد زجر و توبیخ اور چھوٹ دینے کیلئے ہے حکم یا کفر کو اختیار کرنے پر پسندیدگی کے اظہار کے لئے نہیں ہے۔ زیر بحث معاملہ میں احادیث رؤیت کا سیاق وسباق تمام تر مقامی (حقیقی) رؤیت کے حق میں ہے۔ رؤیت کو غیر مقامی ماننے کی صورت میں حدیث کے بیشتر حصے بے معنی و بے مصداق ہو کر رہ جاتے ہیں چنانچہ فان غم علیکم فاکملوالعدۃ اور فان شھد شاھدان میں واضح اشارہ موجود ہے کہ حدیث کا خطاب حقیقی ہے یعنی مقام عبادت صوم سے متعلق ہے۔ متکلم کے پیش نظر بیک وقت ساری دنیا حتیٰ کہ ایک ہی مطلع کے حدود کے بارے میں بھی صحو اور غیم کی کیفیت بیان کرنا مقصود نہیں ہو سکتا، بلکہ اسوقت کے محدود ذرائع ابلاغ واطلاع کی صورتحال میں تو اس طرح کا خیال بھی نہیں آسکتا تھا یہ تصور کرنا کہ ایک پورے مطلع کے طول وعرض میں بیک وقت 'غیم' ہو یا اتنے طویل وعریض خطہ میں صرف دو شاہد رؤیت کر سکیں، نا قابل فہم ہے۔ اور اگر آج کے ذرائع ابلاغ کی موجودگی میں حالت ابر اکمال عدہ اور شہادت شاہدین کے ضابطوں کو منطبق کیا جائے تو سرے سے یہ تمام صورتیں بے مصداق ہو جائیں گی کیونکہ ایسا شاذ ہی ہو سکتا ہے کہ ایک پورے مطلع کے حدود میں ابر پایا جائے اور نتیجتاً "اکمال یا شہادت" کے ضابطوں کی حاجت رہ جائے۔

(۲) عدم تخصیص اولیٰ ہے

باب رؤیت کی تمام احادیث ملکر رؤیت کی ایک نص بناتی ہیں اب اگر صوموالرویۃ میں لفظ رؤیت کا محمل اعتباری رؤیت کو قرار دیں تو اس معنی کے اندر حدیث عدد یعنی تسعة و عشرون سے تخصیص لازم آئے گی۔ کیونکہ ایسا بہت ممکن ہے کہ یہ اعتباری رؤیت بعض بلاد میں اس روز واقع ہو جبکہ وہاں حقیقتاً ۲۹ تاریخ ہو۔ اسطرح وہاں اعتباری رؤیت کو جاری کرنے کے معنی مہینے کو غیر حقیقی طور پر ۲۸ کر دینا ہوگا۔ جو کہ حدیث عدد کیخلاف ہے۔ نتیجتاً اعتباری رؤیت کے اجراء کے عمل میں ان بلاد کی تخصیص کرنی ہوگی جن میں یہ صورتحال پیدا نہ ہویایوں کہیں کہ اعتباری رؤیت کے عمومی انطباق سے بعض بلاد کو اس مخصوص حالت میں مستثنیٰ کرنا ہوگا۔

اس کے برعکس لفظ 'رؤیت' کا مصداق حقیقی رؤیت کو قرار دینے میں حدیث عدد سے اسکی تخصیص کی کوئی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ ہر بلد میں حقیقی رؤیت کے جاری ہونے سے عدد منصوص کا خود بخود لحاظ ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رؤیت اور مہینہ کے ایام کی تعداد دونوں ہی طبیعاتی حقائق ہیں اور حدیث عدد اسی طبعی حقیقت کا بیان ہے نہ کہ کوئی شرعی حکم۔

(۳) عمل بالوجہین اولیٰ ہے

رؤیت کی بابت جتنی نصوص وارد ہوئی ہیں خواہ وہ قرآنی آیات ہوں یعنی فمن شهد منكم الشهر اور قل هي مواقيت للناس ، یا احادیث و آثار ہوں جیسے صوموا الرئوية وافطروا الرئوية وانسكوالها اور حدیث کریب -- ان سب پر عمل اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ رؤیت سے مراد ہر مقام پر حقیقی رؤیت ہو۔ اعتباری رؤیت مراد لینے کی صورت میں ان تمام نصوص پر یکساں طور سے عمل ممکن نہیں۔ یہ مطلب فی الواقع ہلال کی میقاتیت کو ایک خطہ ارض میں معطل کر دیتا ہے۔ فمن شهد منكم الشهر میں منکم کے دون بعض کے مصداق کو منسوخ کر دیتا ہے۔ وانسكوالها میں یہ مفہوم جاری نہیں پاتا کیونکہ مکہ مکرمہ میں مناسک حج کی ادائیگی اعتباری رؤیت کے ذریعہ بالاجماع نہیں ہو سکتی۔

میقات صلاۃ اور میقات صیام

نماز کی توقیت سے متعلق قرآنی آیت اور حدیث رؤیت کا اسلوب بیان یکساں ہے یعنی اقم الصلاة لدلوك الشمس اور صوموا الرئوية الهلال ان دونوں میں صرف صیغے یعنی واحد اور جمع کا فرق ہے یعنی 'اقم' واحد ہے اور 'صوموا' جمع۔ باقی صلاۃ و صیام دونوں احکام کو ایک ہی انداز (۵۱) پر حرف جر 'ل' کے ذریعہ بالترتیب 'دلوک شمس' اور رؤیت ہلال پر معلق کیا گیا ہے۔ شمسی اور ہلالی دونوں ہی میقاتیں قرآن کی متعین کردہ ہیں۔ لہذا ہونا تو یہی چاہیے تھا کہ القرآن يفسر بعضه بعضا کے اصول پر جس طرح شمسی میقات صلاۃ تمام بلاد میں دلوک شمس کے تکوینی ضوابط پر قائم ہے اسی طرح ہلالی میقات صیام بھی طبعی قواعد پر مبنی ہوتا اور اس طرح

النصوص یوید بعضہا بعضا (نصوص باہم دگر موید ہوتی ہیں) کے عمومی اصول کے مطابق ہوتا اور واقعہ یہ ہے کہ ہر دور کے محقق اور صاحب اجتہاد فقہاء قمری سال کے مہینوں میں طبعیاتی حقائق کے لحاظ کے قائل رہے ہیں(۵۲) امام قرافی مالکی فرماتے ہیں:

یحب ان لکل قوم رئویتھم فی الاھلۃ کما أن لکل قوم صلواتھم (۵۳) یعنی واجب ہے کہ ہر قوم کے لئے اسی طرح انکی اپنی رؤیت ہو جیسا نمازوں کے اوقات ہر قوم کے لئے انکے اپنے ہوتے ہیں۔

اور یہی بات اس فقہی قاعدہ کے بھی موافق ہے کہ ہر قوم اسی چیز کی مخاطب ہے جو اسے میسر ہے امام زیلعی حنفی فرماتے ہیں والاشبہ ان یعتبرای اختلاف المطالع لأن کل قوم مخاطبون بماعندھم (۵۴) مگر یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ ہلالی میقات میں اصل : مطالع کے اختلاف کا اعتبار ہے۔ اکثر فقہاء متقدمین اور بعض متاخرین موجودہ عصر تک ماہ صیام و افطار کو بلکہ ماہ قربان کو بھی میقات ہلالی کے اصل اور تمام قاعدے سے مستثنیٰ کر دیتے(۵۵) اور مطالع ہلال کے طبعی اختلاف کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں(۵۶) انکے نزدیک اس تخصیص و تفریق کی دلیل حدیث رؤیت ہے (۵۷) مگر جیسا کہ واضح ہوا رؤیت اعتباری کا یہ مفہوم نص کی چھیوں دلالتوں یعنی عبارۃ اشارۃ تنبیہ اقتضاء خطاب اور علت میں سے کوئی دلالت نہیں ہے؛ بلکہ اسکے برعکس حدیث رؤیت اپنے عبارۃ النص اور اقتضاء سے نیز اپنے سیاق و سباق کے داخلی قرائن سے اس مفہوم کو کلیتاً رد کرتی ہے۔ **عرف و عادت اور مذہب صحابی ابن عباسؓ کے فتویٰ کے شرعی دلائل بھی اسکے مخالف ہیں۔**

فقہ الحدیث کا عام قاعدہ یہ ہے کہ الاحادیث یشرح بعضہا بعضا (حدیثیں ایک دوسرے کی شرح کرتی ہیں) اس لحاظ سے راجح یہ ہے کہ کسی حدیث کا ابتدائی مفہوم ہی وہ لیا جائے جو دیگر احادیث باب سے ہم آہنگ ہو اور ہر حدیث ممکن حد تک اپنے پورے عمومی معنی میں معمول بہ رہے نہ کہ ایسا مفہوم جس سے معانی حدیث کا عموم باہم متصادم ہو جائے اور نتیجتاً ایک کو دوسرے کی مخصص قرار دینا پڑے۔ اس روشنی میں دیکھیں تو اعتباری رؤیت کا مفہوم نہ صرف کئی دیگر احادیث سے متعارض ہو جاتا ہے بلکہ خود اپنی ماخذ حدیث کے عبارۃ النص اور اقتضاء کی مخالفت کرتا ہے اس طرح یہ مفہوم اس حدیث کی معنوی تحریف بھی ہے کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ فقہاء کے درمیان ایک ہی حدیث رؤیت اعتبار مطالع کے حق میں بھی بطور دلیل پیش کی جاتی ہے اور عدم اعتبار کے حق میں بھی مگر کتنی روشن ہے یہ بات کہ ایک ہی دلیل سے دو متضاد نتائج نکلنا محال ہے اوپر آپ نے دیکھا کہ امام رازی جصاصؒ نے حدیث صوموا الرویۃ سے کس طرح استدلال کیا ہے اب دیکھیں کہ امام قرطبیؒ اسی حدیث کو انکے مخالفین کی دلیل قرار دیتے ہیں: ومخالف (اصحاب أبی حنیفہ) یحتج بقولہؐ

صوموالروية و افطروالرويه وذالك يوجب اعتبار عادة كل قوم في بلدهم (۵۸) یعنی امام جصاص کی رائے سے اختلاف کرنے والے اپنی رائے کے حق میں آنحضورؐ کی حدیث : صوموالرویۃ سے استدلال کرتے ہیں، کیونکہ یہ حدیث اس بات کو واجب قرار دیتی ہے کہ ہر قوم کے معاملہ میں انکے اپنے بلد کی عادت و عرف کا اعتبار کیا جائے۔

شریعت کا مزاج کیا ہے :

دین اسلام کے اساسی افکار و عقائد اور فروعی مسائل و احکام دونوں ہی معقولیت اور حقیقت پسندی پر قائم ہیں۔ شرعی احکام اور 'کونی' حقائق میں توافق شریعت الٰہی کا خاصہ ہے کیونکہ تکوین و تشریع دونوں کا مصدر ایک ہی حکیم ذات ہے کوئی حکم شرعی کسی معروف تکوینی مظہر کے حوالہ سے مقرر کیا گیا ہو اور اس طبعی حقیقت کا اعتبار نہ ہو یہ بات شریعت غراء کی روح کے خلاف ہے ملت بیضاء کی طبیعت اس سے ابا کرتی ہے کہ وہ کسی ایسے حکم کو خدائے حکیم کا حکم مان لے جو عقل عام منطق سلیم، معروف طبیعی اور عادت کونی کے سراسر مغایر ہو۔ اس بحث کے بعد اس امر میں شک و شبہ کا کوئی ادنیٰ شائبہ نہیں رہ جاتا کہ مطالع کے طبعی اختلاف کو معتبر نہ ماننے کی رائے ایک خطاء فاحش ہے اور اسکے واضح ہو جانے کے بعد اس پر عمل کرنا نہ صرف خلاف اصول ہے بلکہ شریعت کی مخالفت بھی۔

محور اول

س ۲۔ اگر مطالع کے اختلاف کا اعتبار ہے تو اس کے حدود کیا ہیں ؟ (کیا اسکی تعیین میں فلکیاتی حساب سے مدد لی جاسکتی ہے ؟) اصولی طور پر یہ بات طے ہو جانے کے بعد کہ کسی بلد میں روزہ کیلئے اسکی اپنی رؤیت یا دوسرے 'ہم مطلع بلد' کی رؤیت ہی حقیقی رؤیت کا مصداق بن سکتی ہے اب یہ امر قابل بحث ہے کہ 'ہم مطلع بلاد' کی شناخت کیسے ہو ؟ آیا مطالع کی حدود کی تعیین کے لئے حساب و فلکیات کو اصل بنایا جائے یا عادت و تجربہ کو۔

اس سوال کا سیدھا اور سادہ جواب یہ ہے (۵۹) کہ عادت و تجربہ کو ہی بنیاد بنایا جائے گا، چاہے اسمیں حسابی قطعیت نہ ہو۔ یہ بات ضرور مستحضر رکھنی چاہیے کہ اسلام اپنے نظری عقائد میں تو بہت باریک بین واقع ہوا ہے اور قطعیت exactness کا قائل ہے لیکن اپنے عملی احکام کے معاملہ میں حسابی exacness یا سائنٹفک accuracy کا قائل نہیں ہے چنانچہ زیر بحث مسئلہ میں قطعیت کے بجائے یہ ظن غالب عمل کیلئے کافی ہے کہ فلاں فلاں بلاد عادت و تجربہ کی رو سے ہم مطلع ہیں۔ مطلع کی یقین میں حساب فلکی کو کیوں قبول نہیں کیا جانا چاہیے۔ اس پر بحث آگے آرہی ہے حساب فلکی کا سوال دراصل چند اور مسائل سے بھی وابستہ ہے اور ان پر یکجا بحث ہی مفید ہوگی۔

ہم مطلع بلاد ظاہر ہے کہ بلاد قریبہ ہی ہونگے اسی لئے جن فقہاء کا موقف اختلاف مطالع کو معتبر ماننے کا ہے انکے ہاں اختلاف مطالع کو ظاہر کرنے کے لئے عام طور پر بلد قریب اور بلد بعید کی تعبیر استعمال ہوئی ہے یعنی بلاد رؤیت اگر قریب ہے تو اسکی رؤیت واجب التعمیل ہوگی اور اگر بعید ہے تو نہیں۔ چنانچہ جمہور فقہاء متاخرین جن میں احناف حنابلہ، موالک اور شوافع سبھی شامل ہیں انکے ہاں ضابطہ کے الفاظ یہ ملتے ہیں : ان قرب البلاد فالحکم واحد، وإن بعد فلا هل کل بلد رئویتهم (۶۰) یعنی اگر باہم قریب ہوں توان سب کا حکم ایک ہوگا اور اگر دور ہوں تو ہر اہل بلد ے لئے ان کی اپنی رؤیت ہوگی۔ حدیث کریب میں 'بلد بعید' کی پہلی مثال شام و حجاز کی ملتی ہے چنانچہ قرطبی کا کہنا ہے...... فهو حجة على أن البلاد اذا تباعدت تباعدت كتب عد الشام من الحجاز فالواجب على اهل كل بلد ان تعمل على رئوية دون رئويه غيره (۶۱) ابن عربی نے بلد بعید کی مثال مراکش اور اندلس سے دی ہے : ونظيره مالرثبت انه اهل ليلة الجمع بأغمات (فى مراكش) وأهل بأشبيلية (فى اندلس) ليلة السبت فيكون لا هل كل بلد رئويتهم (۶۲)

قرطبی نے علامہ ابو عمر کے حوالہ سے بلد بعید کیلئے اندلس و خراسان کی مثال بھی پیش کی ہے :

واحكى ابو عمر الاجماع انه لاتراعى الرئوية فيها بعد من البلدان كالا ندلس من خراسان قال : (۶۳) وبكل بلد رئويتهم ، الا ماكان كا لمصر الكبير وما تقاربت اقطاره من بلدان المسلمين (۶۴)

بلد بعید کا مصداق

بلد بعید کا مصداق کیا ہے ؟ اس سلسلہ میں فقہا کی رائے مختلف رہی ہیں۔ (۶۵) اکثر فقہا کا رجحان یہ ہے کہ عادتاً جن دو مقامات میں رؤیت کی بنیاد پر قمری تاریخوں کا اختلاف واقع ہوتا ہے وہ آپس میں بعید ہیں جو حضرات اختلاف مطالع کو معتبر نہیں مانتے رہے ہیں وہ بھی اس پر عمل کیلئے مجبور ہیں تاکہ مہینہ ۲۹ سے کم نہ ہونے پائے (۶۶)۔ اسی سے ملتی جلتی رائے یہ ہے (۶۷) کہ مقام رؤیت سے اتنا فاصلہ جہاں عادتاً چاند نظر آنا چاہیے، قریب ہے (۶۸) ایک اور رائے یہ ہے کہ علم ہیئت کے اعتبار سے جتنے فاصلہ پر مطلع بدل جاتا ہے وہ بعید ہے۔

پہلی اور دوسری رائے میں حقیقت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ تیسری رائے سے انکا فرق یہ ہے کہ ایک میں بلد بعید کی تعین کا اصل ذریعہ علم ہیئت کو بنایا گیا ہے اور دوسری میں عادت اور تجربہ کو جو کہ ایک

تقریبی طریقہ نہ کہ تحدیدی جیساکہ اول الذکر ہے۔ فقہاامت تشریع اسلامی کے اصول 'یسر فطری' کی بنا پر بلد بعید (مطلع) کی یقین کے لئے عادت و تجربہ ہی کو بطور اصل مانتے رہے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ہر زمان و مکان کیلئے ایک یکساں قابل عمل معیار ثابت ہوا ہے۔ اگرچہ علم الھیئۃ کو اصل کے تابع اور ثانوی ذریعہ کے طور پر استعمال کرنے کی ایک رائے قدیم سے رہی ہے لیکن آج ذرائع لبلاغ اور سائنس و ٹکنالوجی کے ارتقاء کی بنا پر اس کی ثانوی حیثیت میں علم الھیئۃ کے استعمال کا جواز بعض فقہا کے زیر غور رہا ہے۔ انکے نزدیک اسے بطور تابع استعمال کرنے میں کوئی شرعی اصل مانع نہیں ہے بلکہ جس طرح تشریع احکام میں 'یسر فطری' ملحوظ ہوتا ہے سی طرح تعمیل احکام میں یسر عرفی نہ صرف مباح ہے بلکہ مستحسن و مطلوب ہے۔ بشرطیکہ یہ یسر تشریعی کے حق میں معاون ہو اور اس سے معارض یا اسکے متضاد نہ ہو جیساکہ آپؐ کا فرمان ہے: **یسروا ولا تعسروا** (۶۹) اس آخر الذکر رائے پر تفصیلی گفتگو آگے حساب فلکی کے ذیل میں آرہی ہے۔

تحدید مطلع کے سلسلہ میں چند رائے کتب فقہ ایسی بھی ملتی ہیں جن کا فی الحقیقت رؤیت ہلال اور اختلاف تاریخ سے کوئی تعلق نہیں ہے مثلاً ایک رائے یہ ہے کہ مسلم ملک کا ہر حصہ قریب اور بیرون ملک بعید ہے ایک دوسری رائے یہ ہے کہ ہفت اقلیم میں سے ایک اقلیم کے تمام حصے قریب اور دوسرے اقلیم میں واقع حصے بعید ہیں یا یہ رائے کہ ۲۴ فرسخ (۷۲ میل شرعی: تقریباً ۸۱/۲ میل انگریزی) بعید ہے یا یہ کہ مسافت قصر (۸۹ کم) فاصلہ بعید ہے ان رائیوں میں اس بات کی صراحت بھی ضروری نہیں سمجھی گئی ہے کہ مذکورہ معیار مقام رؤیت سے شمالاً جنوباً یا شرقاً غرباً ہر جانب یا ایک جانب ہے۔ بعض حضرات نے حدیث کریب کے پیش نظر مدینہ و شام کے درمیانی فاصلہ یعنی ایک ماہ کی پیدل مسافت (۸۰ میل) کو بعید قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ بلد بعید کی محض ایک مثال ہے نہ کہ کوئی معیاری پیمانہ۔ (۷۰)

بلد بعید والے معیار پر ایک اشکال یہ پیدا کیا جاتا ہے کہ بلاد قریبہ وبعیدہ کی مستقل اور جامد طور پر تعین کرنے سے مثلاً کسی مقام کے بعید میں جو حد بھی متعین کی جائے گی اس حد سے باہر متصل علاقہ کا حکم کیا ہوگا: اگر مطلع الگ ہوگا تو بلاد بعیدہ والی بات کہاں رہی۔ اور ایک ہوگا تو پہلے مقام سے بلاد قریبہ والی بات نہ رہی۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ اشکال تاریخ کی تبدیلی والے معیار پر بھی عائد ہوگا اگر اسے مستقل اور جامد طور پر بلاد پر منطبق کردیا جائے فی الاصل صورت مسئلہ یہ نہیں ہے کہ بلد رؤیت کی جانب سے کتنا فاصلہ بلد بعید ہے بلکہ اصل صورت یہ ہے کہ خبر رؤیت کو قبول کرنے والے بلد کی جانب سے بلد رؤیت قریب ہے یا بعید؟ کیونکہ بلد رؤیت کو مسئلہ درپیش نہیں ہے بلکہ دیگر بلاد کو یہ طے کرنا ہے کہ بلد رؤیت کے قریب یا بعید ہونے کے لحاظ سے اسکی رؤیت اپنے لئے قبول کرے یا نہ کرے یہ صحیح ہے کہ بلد بعید کا معیار کوئی تحدیدی طریقہ نہیں ہے بلکہ

اسکے بجائے ایک تحدیدی طریقہ سے اور اس میں پھیلنے اور سمٹنے کی کافی گنجائش موجود ہے۔اس حقیقت کے باوجود اس معیار کو برتنے میں کوئی عملی دشواری نہیں ہو صدیوں سے مسلمان اس پر بحسن و خوبی عمل پیرا ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تحریدی طریقہ تو ہر حال میں رؤیت بھی نہیں ہے اور سچ یہ ہے کہ اعمال کے باب میں شریعت کا مزاج ہی نہیں ہے۔

محور اول

س ۳ : ہندوستان بشمول پاکستان و بنگلہ دیش و نیپال کا مطلع ایک ہے یا مختلف ؟ بالخصوص جبکہ ان علاقوں میں بلندی کی سطح کافی مختلف ہے۔

(ا) ہندوستان کا طول و عرض سیکڑوں میل ہے پھر بھی عام معمول یہ رہا ہے کہ ایک مقام کی رؤیت پورے ملک کے لئے تسلیم کی جاتی ہے۔ مشرق میں واقع کلکتہ کی رؤیت دہلی کے لئے واجب العمل ہوتی ہے جن کے درمیان فاصلہ تقریباً ۹ سو میل ہے اور مشرق میں واقع پٹنہ کی رؤیت بمبئی کیلئے واجب العمل ہوتی ہے۔ جبکہ بمبئی کی رؤیت دہلی کے لئے تسلیم کی جاتی ہے جس کا فاصلہ ۸ سو میل کے قریب ہے (۷۱)

اس مسئلہ پر ماضی میں بھی علماء کے متعدد مجلسیں وقتاً فوقتاً ہوتی رہی ہیں انکا فیصلہ بھی یہ ہے۔ جمعیت العلماء کی جانب سے علماء کی ایک کمیٹی نے مراد آباد میں جو فیصلے کئے (۷۲) اس میں بھی یہ صراحت موجود ہے کہ ہندو پاک دونوں کے لئے رؤیت کا حکم ایک ہی ہوگا اسی طرح مجلس تحقیقات شرعیہ نے اپنے اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں جو رائے ظاہر کی تھی (۷۳) وہ یہ کہ ہندو پاک اور قریبی ملکوں مثلاً نیپال کا مطلع ایک ہی ہے اور اسکی وجہ مجلس نے یہ بتائی ہے کہ ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بُعد مسافت نہیں ہے کہ مہینے کی تاریخ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو۔ لیکن اسی کے ساتھ اس بات کا بھی لحاظ ہوتا ہے کہ ہندوستان کے آخری مغربی کنارے پر رؤیت ہو تو اس پر دوسرے مشرقی حصوں میں عام طور پر فیصلہ نہ کیا جائے یہی عام معمول علماء ھندو پاک کا رہاہے اور غالباً تجربہ سے بھی یہی ثابت ہے۔

(ب) ہندوستان میں عام طور پر سطح ارض کی یکسانیت پائی جاتی ہے (۷۴) تاہم بعض علاقوں میں بلندی کی سطح کافی مختلف بھی ہے۔ بعض حضرات کے خیال میں وہ جگہ بھی بلد بعید کے حکم میں ہے جو مقام رؤیت سے جغرافیائی طور پر مختلف ہو مثلاً بلند مقام اور نشیبی علاقہ ایک دوسرے کیلئے بعید ہیں۔ اس شکل میں اگر متعلقہ بلاد میں 'صحو' ہو تو اپنی رؤیت پر عمل کرنا چاہیے اور ابر ہو تو بلد غیر نہ کہ مطلع غیر کی رؤیت پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

محور دوم

س ا : ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اکثر موسم کا فرق رہتا ہے۔ اور فضا میں ابر گرد و غبار یا مختلف طرح کی

کثافت کے اعتبار سے بھی انکے مابین فرق ہوتا ہے۔ اس لئے ہر جگہ مطلع یکساں صاف یا گرد آلود نہیں رہتا تو یہ معلوم کرنے کے لئے آج ۲۹ تاریخ کو مطلع صاف ہے یا گرد آلود اور کثافت زدہ اور چاند کی رؤیت ممکن ہے یا نہیں کیا محکمہ موسمیات سے مدد لی جاسکتی ہے ؟

س ۲ : یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آج ۲۹ تاریخ کو افق پر چاند کی بصری رؤیت کا امکان ہے یا نہیں کیا فلکیاتی حساب سے مدد لی جاسکتی ہے ؟ تاکہ اگر کسی خطہ میں فلکیاتی حساب سے قمری ماہ کی ۲۹ تاریخ کو چاند کی بصری رؤیت کا امکان نہ ہو اور اس کے باوجود رؤیت ہلال کی شرعی شہادت ملے تو یا تو اسے قبول کیا جائے یا یہ کہہ کر انکی شہادت رد کردی جائے کہ ان کو غلط فہمی ہوئی ہے جیسا کہ بعض قدیم اور جدید علماء کا نقطہ نظر ہے۔

س ۳ : بعض علاقوں میں بالعموم مطلع ابر آلود رہتا ہے اور بہت کم چاند کی رؤیت ۲۹ تاریخ کو ممکن ہوتی ہے جیسے برطانیہ کے سال کے کچھ یا اکثر مہینوں میں وہاں چاند ۲۹ تاریخ کو نظر ہی نہیں آتا۔ کیا ایسی جگہوں پر ہمیشہ ۳۰ دن کا مہینہ شمار کر کے رمضان و عید کا فیصلہ کیا جائے ؟ ایسی صورت میں سال کے دنوں میں دیگر ممالک اسلامیہ کے حساب سے تقریباً ۵ دنوں کا فرق پڑ جاتا ہے اور ۶ سال میں ایک مہینہ کا فرق ہو جاتا ہے تو کیا ایسی جگہوں پر چاند کی رؤیت کے لئے ماہرین فلکیات کے قول پر اعتماد کیا جائے یا دیگر ممالک میں رؤیت ھلال کے اعلان پر عمل کیا جائے ؟

مذکورہ سوالات کا مختصر جواب

مذکورہ بالا سوالات میں سے ایک محکمہ موسمیات سے مدد لینے سے متعلق ہے اسکا جواب وہی ہے جو فلکیات سے مدد لینے کا ہے اور اسکی وجہ بھی دونوں معاملوں میں یکساں ہے نیز اس سے مدد لینے کی جس وجہ سے ضرورت پیش آتی ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا اسکا فطری متبادل بھی موجود ہے۔

ایک دوسرا سوال برطانیہ جیسے متغیر الرویۃ علاقوں سے متعلق ہے اول تو سال میں ۵ یوم کا فرق اور سال میں ایک مہینہ کا فرق محض فرضی حساب کتاب ہے۔ اگر برطانیہ میں تین چار دن بعد بھی چاند نظر آتا ہو تو تیسرے چوتھے مہینے ہی میں پچھلی گنتی کا سلسلہ بند ہو جائے گا کجا کہ ایک سال اور ۶ سال کی نوبت آئے۔ البتہ حقیقی سوال صرف یہ ہے کہ وقت پر چاند نظر نہ آنے کی وجہ سے آیا دوسرے بلاد کی رؤیت پر عمل کیا جائے یا فلکیاتی حساب پر ؟ جہاں تک فلکی حساب کا تعلق ہے اسکی بحث آئندہ آرہی ہے۔

برطانیہ وغیرہ غیر معتدل (۷۵) ممالک کے مسئلہ کا حل :

مسئلہ کی تلاش میں دو بنیادی باتیں واضح طور پر پیش نظر رہنی چاہیں اولاً حساب و فلکیات اور جغرافیہ کے فنی علوم سے دامن بچاتے (۷۶) ہوئے مسئلہ کو حل کیا جانا چاہئے۔ کسی علم سے ضمنی طور پر مدد لینا ایک علیحدہ

امر ہے۔ ثانیاً مسئلہ کا اصل حل مقامی سطح پر افق کے آثار سے ہی ملنا چاہیے نہ یہ کہ وہ مقام دوسرے مقامات کے قدرتی آثار کا اصلاً محتاج ہو جائے۔

مذکورہ اصولی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کریں تو معلوم ہوا کہ یہ زیر بحث ممالک میں پورے ہلالی ماہ کے دوران ایسے قدرتی آثار ضرور مل سکتے ہیں جن کی مدد سے پہلی تاریخ کا تعین کیا جاسکے بہتر تو یہ ہوتا کہ خود غیر معتدل ملکوں کے راسخ العلم اور راسخ العقیدہ علماء اجتماعی طور پر متفقہ حل تلاش کرتے کیونکہ وہاں کے قدرتی اور فطری احوال و آثار کو جاننا انکے لئے آسان تھا۔ بہر حال کچھ صاحب علم مسلم مصنفین کی دی ہوئی معلومات کی بنا پر یہاں اس سلسلہ میں کچھ عرض کیا جاسکتا ہے۔ (۷۷)

برطانیہ اور اس جیسے دوسرے ممالک کے لئے مہینے کی تعین کی سادہ اور حساب کتاب سے پاک صورت یہ ہے کہ وہاں ایک ایسا اصول (formula) اپنایا جائے جو بیک وقت تین حسب ذیل قاعدوں پر مشتمل اور انکا امتزاج ہو۔

اول۔ لیلۃ البدر کا قاعدہ (۷۸):

یعنی چودھویں شب (۷۹) کے بعد پندرہ دن گزار کر ۲۹ اور ۱۶ دن گزار کر ۳۰ باور کیا جائے۔

دوم۔ اقرب البلاد کا قاعدہ:

یعنی لیلۃ البدر کے حساب سے ۲۹ تاریخ کو رؤیت کے معاملہ میں ان ممالک کی متابعت کریں جو قریب ہوں یا جو مشرق میں واقع ہوں۔

سوم۔ اعدل الشہور کا قاعدہ (۸۰):

یعنی اقرب البلاد کی تعیین سال کے ان مہینوں کی بنیاد پر کیں جن میں برطانیہ کی معتدل رؤیت اور انکے اقرب البلاد کی محقق رؤیت ایک دوسرے کے مطابق ہو جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ اعدل الشہور کی بنیاد پر اقرب البلاد کی تشخیص کریں اور اقرب البلاد کی رؤیت لیلۃ البدر کے ۱۵ دن گزرنے کے بعد ہی مانیں۔

حساب فلکی کے اعتبار کے ۴ مواقع

سوالنامہ کے محور اول اور دوم میں تین مقامات پر فلکیاتی حساب کے اعتبار کی بات آئی ہے۔

(الف) مطلع (بلد بعید) کی تعیین کیلئے (ب) ابر کی حالت میں شہادت کو پرکھنے کیلئے

(ج) متعذر الرؤیہ خطوں میں رؤیت کے متبادل کے طور پر۔ بعض حضرات کے خیال میں ایک چوتھی جگہ بھی ہے یعنی (د) ابر و غبار کی حالت میں مطلقاً رؤیت کے متبادل کے طور پر۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر

جماعت فقہا سے باہر کے کچھ اہل علم ودانش کی رائے یہ ہے کہ (ہ) امت مسلمہ کے دور امت ختم ہو جانے کی بناء پر اب حساب فلکی کو مطلقاً معتبر ہونا چاہیے۔

مذکورہ پانچوں نکات کا مختصر جواب یہ ہے کہ (الف) تعیین مطلع کیلئے عادی تجربے کافی ہیں۔(ب) کسی مقام کی شہادت کو پرکھنے کے لئے دوسرے صاف مطلع والے بلاد کی تائید وتردید کافی ہوگی۔ (ج) ابر والے علاقوں میں بھی انکے ہم مطلع صحو والے مقامات کا بیان کافی ہوگا۔(۸۱)(د) غیر معتدل علاقوں میں بلاد قریبہ کی رؤیت وعدم رؤیت کفایت کریگی۔ (ہ)اور جہاں تک اس پانچویں نکتہ کا تعلق ہے کہ امت مسلمہ کی حالت امیت ختم ہو جانے کی بنا پر حساب فلکی کو معتبر ہونا چاہیے یہ بات متعدد وجوہ سے درست نہیں ہے۔

جیسا کہ اختلاف مطالع کی بحث میں واضح ہوا کہ قرآن نے بنیادی طور پر شہود اور ہلال کی میقاتیت کا تصور دیا ہے اور حدیث نے اس کے لئے رؤیت کو پہلا اور آخری ذریعہ تجویز کیا ہے اور اسی کو سبب حکم قرار دیا ہے کیونکہ اسکے بغیر قرآن کا منشا پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ حتی کہ ان مواقع پر بھی جبکہ رؤیت کا طریقہ قابل عمل نہ رہ جائے جیسے ابر کی حالت میں احادیث بتکرار رؤیت ہی سے چمٹے رہنے کی تلقین کرتی ہیں۔

احادیث عشرہ درباب رؤیت : موطا مالک، مسند احمد، صحیح بخاری صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی اور سنن نسائی کی صرف ۱۰ متعلق حدیثیں یہاں نقل کی جاتی ہیں جو کہ ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہیں۔ان حدیثوں میں امر و نہی کا انداز واسلوب دیکھیں :

۱۔ عن ابن عمرؓ : لا تصوموا حتی تروا الهلال ولاتفطر واحتی تروه فان اغمی علیکم فاقدروا له(۸۲)(بخاری صوم ۵ مسلم ۱/ ۳۴۷)

۲۔ عن ابن عمرؓ : اذا رایتموا الهلال فصوموا واذا رایتموه فافطروا فان غم علیکم فاقدروا له اتموه ثلاثین.(بخاری صوم ۱۱)

۳۔ عن ابن عمرؓ :صوموالرویته وافطروالروية فان اغمی علیکم فاقدرواله ثلاثین. (مسلم ۱/ ۳۴۷)

۴۔ عن ابن عمرؓ : الشهر تسع و عشرون ليلة فلا تصوموا حتی تروه فان غم علیکم فاكملوا العدة ثلاثين (موطامالک صیام ۳ بخاری ۱/ ۲۵۶)

۵۔ عن ابن عمرؓ : صوموا لروية و افطروالروية فان غبی علیکم فعدوا ثلاثين . (احمد، مسلم ۱/ ۳۴۷)

۶۔ عن ابی ہریرہؓ :صوموالروية و افطروا لروية فان غم علیکم فاكملوا عدة شعبان

ثلاثین (بخاری ۱/ ۲۵۶، مسلم ۱/ ۳۴۷)

۷۔ عن ابی ہریرۃؓ : صوموا لروية وآفطروا لروية فان غم عليكم فصوموا ثلاثين يوما (مسلم ۱/ ۳۴۷)

۸۔ عن ابی ہریرۃؓ :لا تصوموا حتى تروه ثم تروه فان حال دونه غمامة فائتموا العدة ثلاثين (ابوداؤد، صوم ۷ احمد ۲/ ۳۳)

۹۔ عن ابی ہریرۃؓ :لا تصوموا قبل رمضان ، صوموالروية وافطروا لروية فان حالت دونه غياية فاكملوا ثلاثين يوما(ترمذی صوم ۵، نسائی صیام ۷)

۱۰۔ علی ابن عباس :صوموالروية فان حال بينكم وبينه سحاب فاكملوا العدة ولاتستقبلوا الشهر استقبالا (نسائی صیام)

حدیث رؤیت پر ایک جامع بحث

ان احادیث عشرہ میں 'رؤیت' کی تاکید کی انتہا کر دی گئی ہے اور مثبت و منفی ہر انداز میں ایک ہی بات فرمائی گئی ہے یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حدیث رؤیت پر ایک فقہی نظر ڈال لی جائے۔

رؤیت کا معنی

الرئوية النظر بالعين والقلب وهى مصدر رائى، والرئوية بالعين تتعدى الى مفعول واحد ، وبمعنى العلم تتعدى الى المفعولين (لسان العرب) رؤیت کے معنی ہیں آنکھ اور دل سے دیکھنا یہ فعل رائی کا مصدر ہے۔ دیکھنے کے معنی میں فعل رؤیت متعدی بیک مفعول ہوتا ہے اور علم کے معنی میں متعدی بدو مفعول ہوتا ہے۔

رؤیت کی حقیقت :

اذا اضيفت الى الاعيان كانت بالبصر كقوله: صوموالرئوية وأفطروالروية، وقد يراد بها العلم مجازا (الكليات) جب رؤیت کی نسبت کسی شے کی طرف ہو تو اسکا معنی نگاہ سے دیکھنا ہوتا ہے جیسے صوموالروية میں رویۃ الھلال یعنی چاند دیکھنا اور کبھی یہ مجازاً جاننے کی معنی میں بھی آتا ہے۔

رؤیت ہلال کا شرعی مفہوم :

المقصود بروية الهلال: مشاهدته بالعين بعدغروب الشمس اليوم التاسع والعشرين من الشهر السابق: فمن يعتد خبره وتقبل شهادته فيثبت دخول الشهر برئوية (الموسوعة الفقهية) وزارة الاوقاف ۔ا لكويت) یعنی شریعت میں رؤیت ہلال سے مراد یہ ہے

کہ گزرے ہوئے مہینے کی ۲۹ تاریخ کو غروب آفتاب کے بعد کچھ قابل اعتبار لوگ اپنی آنکھوں سے چاند کو دیکھیں۔ ایسی رؤیت سے نئے ماہ کی آمد ثابت ہو جاتی ہے۔

حدیث رؤیت کے مدلولات :

کسی نص شرعی کی چھ دلالتیں ہو سکتی ہیں : عبارۃ، اشارۃ، اقتضاء، تنبیہ، خطاب، علت۔ آیئے دیکھیں کہ رؤیت کی زیر بحث نص : صوموالرویۃ ان میں سے کن دلالتوں کے ذریعہ کیا رہنمائی کرتی ہے۔

۱۔ عبارۃ النص

حدیث رؤیت کا مقصود و مدعا ثبوت ھلال کیلئے صرف طریقہ رؤیت کو اپنانے کی تلقین اور دیگر ذرائع جیسے حساب کی ممانعت کرنا ہے۔ یہ امر کہ یہی بات اس حدیث کا عبارۃ النص ہے۔ مندرجہ ذیل قرائن سے ثابت ہے : اولا خود حدیث کے الفاظ اور اسکے متنوع اسلوب ہے ان اسالیب میں جو حصر کا مفہوم موجود ہے وہ ذریعہ رؤیت کے سواہر طریقہ کی کلیتا نفی کرتا ہے : صوموالرئوية ، لاتصوموا حتى تروه ، واذارائيتموه فصوموا۔ رؤیت کر کے ہی روزہ رکھو، جب تک رؤیت نہ کرو روزہ نہ رکھو، جب رؤیت کرلو تو روزہ رکھو، گویا روزہ صرف رؤیت ہی کی بناپر رکھا جاسکتا ہے۔ اسکے بغیر کسی صورت میں نہیں رکھا جاسکتا۔

ثانیا حدیث کا متعدد سیاق و سباق ہے۔ صوموالروية ۔ وافطروالروية، وانسكوالها ، فان غم عليكم فاكملوا، فان شهد شاهدان فصوموا نیز انا أمة امية لا نكتب ولا نحسب۔ یعنی رؤیت ہی سے روزہ رکھو اور اسی سے روزہ کھولو، قربانی و حج اسی سے کرو۔ مطلع کی آلودگی رؤیت میں مانع ہو تو کوئی اور ذریعہ اپنائے بغیر رواں مہینہ کو ۳۰ تک مکمل کرلو، اگر دو گواہ مل جائیں تو اسکے مطابق عمل کرو۔ ابر کی حالت میں جبکہ رؤیت کا طریقہ قابل عمل نہیں رہ جاتا توقع ہو سکتی تھی کہ کوئی اور طریقہ مشروع ہو جائے لیکن تمام احادیث میں یہی فرمایا گیا کہ بادل ہوا اور چاند نظر نہ آسکتا ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو۔ إن غم عليكم،إن أغمى عليكم۔ إن حالت دونه غياية ۔ إن حال دونه غمامة ، ان حال بينكم وبينه سحاب ۔ اكملوا العدة ثلاثين، أتموا العدة ثلاثين ، عدوا ثلاثين، اقدروا له ثلاثين ، صومواا ثلاثين يوما۔ ان میں کہیں یہ نہیں فرمایا گیا کہ چاند نظر نہ آسکتا ہو تو فلاں یا فلاں ذریعہ اپناؤ یا اس سے مدد لو۔ تو فلاں یا فلاں ذریعہ کو اپناؤ یا اس سے مدد لو۔ مذکورہ پانچوں سیاق و سباق سے یہ بات مؤکد ہو جاتی ہے کہ ہر حال میں رؤیت ہی واحد طریقہ ثبوت ہلال ہے حساب فلکی قطعا نہیں یہی بتانا حدیث کا مقصود تبعی کا درجہ رکھتی ہے وہ یہ کہ بلا رؤیت روزہ و افطار نہ کیے جائے جس سے اقتضاء ا لازم آتا ہے کہ مطلع غیر کی رؤیت کو تسلیم نہ کیا جائے بالفاظ دیگر اختلاف مطلع کو معتبر مانا جائے۔

۲۔ اقتضاء النص :

چنانچہ اس حدیث کا مقتضی یہ ہے کہ ہر مقام کی اپنی طبعی رؤیت مراد ہو اور مطلع غیر کی رؤیت پر روزہ نہ رکھا جائے اگر ہر مقام عبادت پر اسکی اپنی مقامی رؤیت تسلیم نہ کی جائے تو اس مقام پر رؤیت کی بنا پر روزہ رکھنے کی تعمیل نہ ہو سکے گی، دوسرے مطلع کی رؤیت پر روزہ رکھنے کے لازمی معنی یہ ہونگے کہ اس مقام پر حقیقتاً عدم رویت کی بنا پر روزہ رکھا گیا اور یہ بات حدیث کے اس مقصود (بعثی) کے خلاف ہوگی کے رؤیت کر کے ہی روزہ رکھا جائے۔

۳۔ اشارہ النص :

یہ ہدایت و پابندی کہ رؤیت کر کے ہی روزہ رکھا جائے، صرف مطلع اول کیلئے خاص نہیں ہے بلکہ ہر مقام کے لئے عام ہے اور اس پر عمل کرنا سب پر واجب ہے کیونکہ حدیث سے اشارۃً یہ بات واضح ہے کہ روزہ رکھنا ایک مشروع عمل یا شرعی حکم کی حیثیت سے ثابت واجب اور عام ہے جیسا کہ کتب علیکم الصیام کی آیت میں یہی بات بطور مدعا بیان ہوئی ہے۔

۴۔ خطاب النص

صوموا الرویۃ یعنی رؤیت کر کے روز رکھو کا مفہوم مخالف بھی یہاں معتبر ہے یعنی یہ کہ جب تک رؤیت نہ کرو روزہ نہ رکھو۔ اور یہ مفہوم خود حدیث شریف میں بیان کر دیا گیا ہے کہ لا تصوموا حتی تروہ۔ نیز یہ مفہوم اسلیئے بھی معتبر ہے کہ

اول : اصول فقہ کی رو سے جب نص سے مقصود کسی حکم کو اسکے سبب کیساتھ بیان کرنا ہو تو جہاں اصل مطلوب اس سبب کا اثبات ہوتا ہے وہیں اس سبب کے علاوہ کی نفی بھی ہوتا ہے یعنی رؤیت ہی سبب صوم ہے کوئی اور ذریعہ ہرگز نہیں۔

دوئم : رؤیت اور ھلال کے الفاظ کے لغوی دلالت اس مفہوم کی تائید کرتی ہے کیونکہ چاند کا فلکی وجود یا حسابی طلوع لفظ رؤیت اور لفظ ہلال کا مصداق نہیں بن سکتا۔ رؤیت آنکھ سے دیکھنے کو کہتے ہیں اور ہلال پہلی تاریخ کے اس چاند کو کہتے ہیں جو افق پر آنکھ سے دکھائی دے۔ (جاری ہے)

خط و کتاب کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل

افغانستان پر پابندیاں..........امت کی غیرت کیلئے کھلا چیلنج

اقوام متحدہ نے افغانستان کے خلاف نئی اقتصادی پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ مظلوم افغان قوم پر ظلم کا نیا کوڑا برسایا گیا ہے۔ ربع صدی پہلے افغانوں پر روس نے توسیع پسندانہ مقاصد کے لئے جارحانہ جنگ مسلط کی اور افغانوں کو پرچم جہاد بلند کرنا پڑا تو امریکہ افغانستان کا دوست تھا اور روس کٹر دشمن' لیکن ستم ظریفی دیکھئے آج وہ دونوں جنگ سے تباہ حال اس کمزور ملک کے خلاف متحد ہو گئے ہیں۔ انسانیت کے خلاف جرم کی یہ بدترین مثال ہے۔ مظلوم کے خلاف ظالموں کے گٹھ جوڑ کا سبب اسامہ بن لادن نہیں' بلکہ اسلام دشمنی کی قدر مشترک ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا ہم چیلنج قبول کرنے کے لئے تیار ہیں یا پھر عالم خواب میں ہی سب کچھ لٹا بیٹھیں گے ؟ میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ افغانستان کے بعد پاکستان ان کا ہدف بننے والا ہے ہماری ایٹمی قوت ان کی نظروں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے۔ پھر ایران کی باری آئے گی۔ اس طرح باری باری ان اسلامی ممالک کی گردن مروڑی جائے گی جن سے انہیں کسی طرح کا بھی خطرہ ہے۔ تاریخ کے اس موڑ پر مسلمان ممالک جس قدر جلد اس صورتحال کا ادراک اور اس خطرے سے نمٹنے کی تدبیر کرلیں اسی قدر ان کے حق میں بہتر ہے۔

بعض کند ذہن دانش ور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس افتاد کا اصل سبب اسامہ بن لادن ہے یہ ان کی خام خیالی ہے اسامہ نہیں ہوگا تو کوئی اور ہوگا ان کی جنگ تو اسلام سے ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ جرم ضعیفی کا شاخسانہ ہے' ہمارا دشمن اتنا بھی طوفان نہیں کہ ہم سب کو ڈبو دے مگر ہم نے خواہ مخواہ خوف کے مارے مغرب کی غلامی کو ہی ذریعہ نجات سمجھا ہوا ہے۔ ہماری یہ کمزوری دشمن کے ہاتھ آگئی ہے۔ دوسری طرف اس نے ہماری قوم کو وحدت فکر و عمل سے محروم کرنے کے لئے تقسیم در تقسیم کا عمل شروع کر رکھا ہے۔ امت کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے اسے ہمارے اندر سے فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے والے افراد اور نام نہاد علماء کی حمایت بھی حاصل ہو گئی ہے۔ آئی ایم ایف' ورلڈ بینک اور دوسری غیر سرکاری تنظیمیں (NGOs) بھی اس کام میں شریک ہیں۔ اسلام دشمن طاقتوں نے اپنے کارکنوں اور ہتھیاروں کو باہم مربوط کر لیا ہے۔ اور ایک غیر مرئی جنگ ہم پر مسلط کر دی ہے۔ بات محض ایک اسامہ پر ختم نہیں ہوتی۔ اگر آج افغانستان اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کر دے تو کیا وہ افغانستان کے اسلامی تشخص کو تسلیم کر لے گا؟ کشمیر' فلسطین اور چیچنیا کی تحریکوں میں تو کوئی سامہ موجود نہیں' پھر ان کے خلاف سازشوں کا سبب کیا ہے ؟ کیا افغانستان پر پابندیاں لگانے کے بعد امت کے

خلاف غیر مرئی عالم جنگ ختم ہو جائے گی ؟ایسا کبھی نہیں ہو گا بات یہاں نہیں رکے گی 'وہ مرحلہ وار مسلمانوں کی گردن پر اپنا شکنجہ کسنے کی پالیسی پر عمل پیرا رہیں گے۔

سوال یہ ہے کہ کیا افغانستان تنہا اپنے اوپر لگنے والی پابندیوں کا مقابلہ کر سکتا ہے ؟ ہر گز نہیں...... افغانستان کی مزاحمت کے اثرات بوجوہ محدود رہیں گے 'اس لئے کہ اسے پہلے ہی اندرونی اور بیرونی محاذوں پر خانہ جنگی اور سازشوں کا سامنا ہے۔ایک متحد اور طاقتور دشمن کا مقابلہ متحد اور منظم ہو کر ہی کیا جاسکتا ہے میں اس سلسلے میں عام مسلمانوں اور افغانستان سے متعلق ہر صاحب فکر و دانش کی خدمت میں چند نکات پیش کرنا چاہتا ہوں :

☆ عقل و دانش کا تقاضا ہے کہ پوری امت متحد ہو کر پابندیوں کے خلاف مزاحمت کرے۔مزاحمت کا دائرہ وسیع ہونا چاہیے۔اخلاقی' قانونی اور معاشی تمام میدانوں میں بھر پور مزاحمت ہونی چاہیے۔امریکہ کو یہ بتانا ضروری ہے کہ ہم اس کی اسلام دشمن حرکات کو تسلیم نہیں کریں گے۔اس مزاحمت میں پاکستان کا کردار انتہائی اہم ہے اس لئے کہ افغانستان پر لگنے والی پابندیوں سے پاکستان بالواسطہ اور بلاواسطہ متاثر ہو گا ہماری سیکورٹی کونسل کی طرف سے اقوام متحدہ کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کے احترام کا اقرار نہایت افسوسناک ہے۔دوسرے اسلامی ممالک بھی منقار زیرپر دکھائی دیتے ہیں۔لہذا ضروری ہے کہ اس موقع پر او آئی سی کا اجلاس طلب کیا جائے۔ ہم چھپن ممالک ہیں لیکن ہماری حیثیت کچھ بھی نہیں 'اپنی حیثیت منوانے کا یہ سنہری موقع ہے۔اجلاس میں اپنے تنازعات کو بھلا کر یہ دوٹوک موقف اختیار کیا جائے کہ ہم ایک برادر اسلامی ملک اور غیور قوم پر ناجائز پابندیاں برداشت نہیں کر سکتے اور متحد ہو کر ان کی مزاحمت کریں گے۔اسلامی ممالک دنیا پر واضح کر دیں کہ اگر ان پابندیوں پر عمل درآمد کیا گیا تو وہ متفقہ طور پر کابل حکومت کو تسلیم کر لیں گے۔

☆ وہ اسلامی ممالک جو طالبان مخالف دھڑوں کو امداد دینے میں پیش پیش ہیں ان سے درخواست ہے کہ اپنے رویے پر نظر ثانی کریں۔ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ بڑی طاقتوں کی جارحیت سے وہ بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔اگر وہ مشترکہ ایجنڈے کے خلاف سد سکندری بن جائیں تو دنیا کا سیاسی نقشہ تبدیل ہو سکتا ہے۔

☆ چین کے ساتھ اسلامی تحریکوں اور مسلم ممالک کے تعلقات قابل رشک ہونے چاہئیں۔یہ بات خوش آئند ہے کہ چین کے طالبان کے بارے میں تحفظات میں تبدیلی آرہی ہے۔حال ہی میں اسلام آباد میں چین کے سفیر قندھار کا دورہ کر کے آئے ہیں یہ مثبت پیش رفت ہے اس سے دونوں ممالک کے درمیان موجود شکوک کی بیخ کنی ہو گی وہ عوامل جن سے چین کو پریشانی ہو سکتی ہے ہمیں ان سے بھی احتراز کرنا چاہیے۔تمام اسلامی ممالک کو چین کے ساتھ ہر سطح پر رابطے استوار کرنے چاہئیں۔پاکستان اس میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے اگر یہ کام حکومتی سطح پر نہیں ہو سکتا تو عوامی سطح پر آسانی سے ہو سکتا ہے۔مختلف اداروں اور تنظیموں کے ذریعے عوام کو

متحرک کیا جا سکتا ہے۔ عوامی رابطوں سے بھی ایک دوسرے کے قریب آیا جا سکتا ہے۔

☆ وہ دانشور جن کی زبانیں طالبان کو اجڈ 'گنوار' اور دہشت گرد کہتے نہیں تھکتیں افغانستان کے خلاف استعمار کے جارحانہ عزائم کے بعد ان کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ اب ان کو اپنا رویہ تبدیل کرنا چاہیے اور سچائی کی تبلیغ کرنی چاہیے۔ ایک انسان ہونے کے ناطے کیا وہ چاہیں گے کہ افغانستان میں لاکھوں انسان بھوکوں مر جائیں...... ؟ انہیں جان لینا چاہیے کہ معاملہ طالبان کا نہیں پوری افغان قوم کا ہے جسے اس کی غیرت و حمیت اور اسلامیت کی سزا دی جا رہی ہے۔ وہ مذہبی حلقے جنہیں طالبان کی تعبیر اسلام پر اعتراض ہے وہ بھی سر دست اس معاملے کو فراموش کر کے مسلمان بھائیوں کی طرف دست تعاون دراز کریں۔ یہ باہمی تنازعات کو اچھالنے کا وقت نہیں بلکہ اس وقت اسلام دشمن قوتوں کے خلاف متحد ہونے کی ضرورت ہے باہمی تنازعات بعد میں مل بیٹھ کر حل کر لیں گے۔

☆ میں اس موقع پر برادرم برہان الدین ربانی اور ان کے ساتھیوں سمیت شمالی اتحاد کے قائدین سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ صورتحال کی نزاکت کو سمجھیں۔ موجودہ اقتصادی پابندیاں صرف طالبان کے خلاف نہیں پوری افغان قوم کے خلاف ہیں اب دشمن کھل کر سامنے آگیا ہے۔ اس لئے وہ افغانوں کی حریت و حمیت کا روایتی کردار ادا کریں۔ شمالی اتحاد کا دوست روس ہو سکتا ہے نہ امریکہ۔ خصوصاً امریکہ کی دوستی تو سخت ناقابل اعتبار ہے۔ تمام افغانوں کو فوری طور پر ان پابندیوں کو پوری قوت سے مسترد کر دینا چاہیے اور صاف صاف کہہ دینا چاہیے کہ ہم انہیں قبول نہیں کرتے۔ اگر آج برہان الدین ربانی اس کو مسترد کر دیں تو دشمن کے سارے مذموم منصوبوں پر پانی پڑ جائے گا۔ جو لوگ طالبان کے زیر کنٹرول نوے فیصد افغانستان کے عوام کے منہ سے روٹی کا نوالہ تک چھین لینا چاہتے ہیں کسی مسلمان کو ان سے وفا کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔

☆ طالبان کو بھی اپنے رویے میں لچک پیدا کرنی چاہیے۔ انہیں چاہیے کہ ان افغان مجاہدین کو بھی خندہ پیشانی سے قبول کر لیں جو کل تک روس کے خلاف صف آراء تھے جن مجاہدین نے باطل کے خلاف جنگ لڑی ہے انہیں دشمن کی صفوں میں نہ دھکیلیں ان کی قربانیوں کو یاد رکھیں ان میں مخلص لوگ بھی ہیں ان سے معاملات طے کئے جا سکتے ہیں۔ انہیں بتایا جا سکتا ہے کہ کہ ساری افغان قوم شکنجے میں ہے اور ساری ملت اسلامیہ پر دباؤ ہے۔ اس وقت مل بیٹھنے کا وقت ہے۔ بردباری کا رویہ اختیار کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ آج ہم اپنے بھائیوں سے معاملہ نہ کریں اور کل ہمیں اپنے دشمن کے سامنے جھکنا پڑے۔ بہتر ہے کہ اپنے افغان بھائیوں سے معاملے میں پہل طالبان حکومت کی طرف سے کی جائے۔ اس سے تعمیر و ترقی اور خوشحالی کا سورج طلوع ہوگا۔

☆ افغانوں کو چاہیے کہ وہ فلسطین اور دوسری اسلامی تحریکوں کی بھی بھرپور حمایت کریں۔ اسلامی جہادی

تحریکوں کی حمایت کر کے وہ پورے عالم اسلام اور عرب دنیا میں اپنے لئے نرم گوشہ پیدا کر سکتے ہیں۔ اسرائیل پر دباؤ بڑھانا ضروری ہے۔ اسلئے کہ افغانستان کے خلاف امریکہ کو یہودی لابی اکسا رہی ہے ورنہ امریکہ کو افغانستان سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔

☆ اس معاملے کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ انسانی حقوق کی علمبردار تنظیموں نے اس المیے پر خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ کیا ان کا خیال ہے کہ افغانستان پر یہ دباؤ جائز ہے یا پھر وہ کسی خاص ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں؟ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ انہیں بلا کر پوچھے 'اگر وہ اس انسانی معاملے پر احتجاج نہیں کرتے تو پھر ان کی انسانی ہمدردی کا دعویٰ مشکوک ہے لہذا وہ اپنا بوریا بستر سمیٹ کر یہاں سے چلے جائیں۔ اس لئے کہ وہ فراڈ اور فریب ہیں۔

☆ افغان قوم جہاد اور قربانی کی سرخیل ہے اس نے نہ صرف غیرت وحمیت کی ایک تابندہ داستان رقم کی بلکہ دنیا کی زبردست اقوام کو مزاحمت اور جہاد کی راہ بھی سجھائی ہے۔ اس وقت اس کا ساتھ دینا ضروری ہے ہماری امداد اخلاقی' سیاسی اور سفارتی میدانوں تک ہی محدود نہ رہے بلکہ ہمیں روٹی کے ہر نوالے میں ان کو حصہ دار بنانا چاہیے۔ میں نے تجویز کیا ہے کہ ہم ہر روز چائے کی ایک پیالی اور ایک روٹی اگر ان کے لئے وقف کر دیں تو ان کی خوراک کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں اور اس سے ہماری معیشت پر بھی اثر نہیں پڑے گا۔ اور پوری امت میں مزاحمت اور جہادی سپرٹ بھی زندہ ہو گی۔

☆ ہم پاکستانیوں کو خاص طور پر سوچنا چاہیے کہ ہمیں ایک بہت بڑا مقابلہ آن پڑا ہے۔ آج اگر ہم اس میں ہار گئے تو پاکستان اس کا اگلا نشانہ ضرور بنے گا۔ قوم کو اس سے آگاہ رہنا چاہیے 'خدانخواستہ ایسا ہوا تو ہم پھر صدیوں تک نہیں اٹھ پائیں گے۔ نکسن نے 1982ء میں روس کے صدر برزنیف کو خط لکھا تھا کہ ہمیں اصل خطرہ ایک دوسرے سے نہیں بلکہ مراکش سے لیکر انڈونیشیا تک سرگرم عمل اسلامی تحریکوں سے ہے۔ آج طاغوتی قوتیں ایک ہو گئی ہیں۔ پاکستان عصر حاضر کی اسلامی تحریکوں کا سرخیل ہے اسلئے وہ لازماً اسلام دشمن قوتوں کا نشانہ بنے گا یہ نوشتہ دیوار ہے۔ اسلئے ساری قوم کو ایک ہو جانا چاہیے۔ فوج اور قوم کے درمیان اعتماد کا رشتہ بحال کیا جائے اور مزاحمت کا فیصلہ کر لیا جائے تو دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو سرنگوں نہیں کر سکتی نہ ہمارے افغان بھائیوں کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ ملک کی تمام سیاسی قوتوں کو یکسوئی سے امریکہ اور روس کے اس ظالمانہ فیصلہ کے خلاف پوزیشن اختیار کرنی چاہیے۔ یہ وقت خاموش رہنے کا نہیں افغان جہاد نے عملاً افغان اور پاکستانی قوموں کو یکجان دو قالب کر دیا ہے۔ پاکستانی قیادت پر لازم ہے کہ وہ کوئی قدم ایسا نہ اٹھائے جس سے تاریخی اثاثہ ضائع ہو جائے۔ ان احسان فراموش نہیں کرتے آج ہم ان کا ہاتھ پکڑے رہیں گے تو اسکا اجر ہمیں مستقبل میں ملے گا۔

جناب ضیاء الدین لاہوری

ولیم میور' دیانند سرسوتی اور سرسید

سرسید احمد خان نے لندن سے اپنے محبوب ترین رفیق نواب محسن الملک کے نام خط تحریر کرتے ہوئے ایک اہم مسئلے پر ان خیالات کا اظہار کیا:

> "ان دنوں میں ذرا میرے دل کو سوزش ہے۔ ولیم میور صاحب نے جو کتاب آنحضرتؐ کے حال میں لکھی ہے اس کو میں دیکھ رہا ہوں۔ اس نے دل کو جلا دیا اور ان کی ناانصافیوں اور تعصبات دیکھ کر دل کباب ہو گیا اور مصمم ارادہ کیا کہ آنحضرتؐ کی سیرت میں' جیسا کہ پہلے ارادہ تھا کتاب لکھ دی جائے۔ اگر تمام روپیہ خرچ ہو جائے اور میں فقیر بھیک مانگنے کے لائق ہو جاؤں تو بلا سے' قیامت میں یہ تو کہہ کر پکارا جاؤں گا کہ اس فقیر مسکین احمد کو' جو اپنے دادا محمدؐ کے نام پر فقیر ہو کر مر گیا' حاضر کرو"(۱)

حضور اکرم ﷺ کے حالات میں ناانصافیاں دیکھ کر ہر سچے مسلمان کے جذبات یقیناً اسی طرح ہونے چاہئیں جس کا اظہار سرسید نے درج بالا فقرات میں کیا ہے۔ سرسید کی ہزارہا صفحات پر پھیلی ہوئی تحریروں میں سے یہی چند سطریں ہیں جن کی بنیاد پر وہ سچا عاشق رسولؐ کہلائے جانے کے مستحق ٹھہرے اور ان کے شیدائی قلم کاروں کو اپنی محبوب شخصیت کی شان بلند کرنے کا ایک قابل ذکر جواز عطا ہوا۔

سرسید ۴ مئی 1868ء کو لندن پہنچے۔ متذکرہ بالا خط 20 اگست کا تحریر کردہ ہے۔ رسالت مآب ﷺ سے محبت و عقیدت کی یہ جذباتی کیفیت ان پر وہاں پہنچنے کے ساڑھے تین ماہ بعد طاری ہوئی حالانکہ وہ علی گڑھ ہی میں ولیم میور کی کتاب کے بعض مندرجات سے آگاہ ہو چکے تھے۔ وہ یہ ارادہ کر چکے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کے حالات میں ایک کتاب لکھی جائے' بلکہ اس پر کام بھی شروع کر دیا تھا۔ لکھتے ہیں۔

> "میں اپنے اس ارادہ کو بہت سے موانعات کے سبب سے' جن میں سب سے بڑا اپنی فکر معاش میں مبتلا رہنا اور اس سے بھی بڑا کسی کا میرے ارادہ کا ممد و معاون نہ ہونا تھا' پورا نہ کر سکا اور علاوہ اس کے اس کام کے لئے بہت سی پرانی کتابیں' جن کو قدیم مصنفوں نے تصنیف کیا ہے' درکار تھیں جو مجھ کو بہ سبب برباد ہو جانے قدیم کتب خانوں کے دستیاب نہ ہو سکیں اور یہ بھی ایک قوی سبب اس ارادہ کے پورا نہ ہونے کا ہوا مگر اس پر بھی مختلف اوقات میں مختصر طور سے مختلف مضامین اور مسائل مذہب اسلام اور آنحضرت کے حالات پر کچھ کچھ لکھتا رہا۔"(۲)

لندن جانے کا پروگرام بنا تو انہوں نے دوستوں سے اس امر کا اظہار کیا کہ اس کام کی تکمیل کے لئے

حوالہ جاتی کتابوں اور اشاعت کے اخراجات کے لئے چندہ جمع کیا جائے مگر بعض دوستوں کی جانب سے حوصلہ افزائی نہ ہوئی۔ ان حالات کا علم سرسید کے لندن پہنچنے کے ایک ماہ بعد 4 جون کو محسن الملک کے نام لکھے گئے ان فقرات سے ہوتا ہے :

"مجھ کو نہایت افسوس ہے کہ بعض احباب نالائق مثل مولوی ز۔ع (زین العابدین) نے میرا ارادہ دوبارہ تحریر جواب کتاب میور صاحب' جو نسبت آنحضرت ؐ لکھی ہے' سست کر دیا اور بروقت روانگی سامان اور چندہ کرنے نہیں دیا۔ یہاں اس کے جواب کا اس قدر سامان ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔" (۳)

معلوم ہوا کہ ارادے کے باوجود لندن روانگی سے قبل وہاں ولیم میور کی کتاب کا جواب لکھنے کا کوئی حتمی منصوبہ ان کے پیش نظر نہ تھا۔ لندن پہنچنے کے بعد وہاں "وافر سامان" کی موجودگی سے انہیں اس کا شدت سے احساس ہوا مگر مزید دو ماہ گزر جانے کے باوجود اس کام میں معقول پیش رفت نہ ہو سکی تو 6 اگست کو اپنے خط میں اس کا اظہار یوں کیا :

"میور صاحب کی کتاب کے جواب کا سامان نہیں ہو سکا۔ اب اس کی توقع نہیں۔ ایک انگریزی خواں اور ایک طالب علم' جو مقامات نشان زدہ کو کتب میں تلاش و نقل کر سکتا' میرے ساتھ ہوتے تو ایک برس میں اس کا جواب لکھ لاتا۔ اب نہیں ہو سکتا' مگر میں اس کے مختلف مقامات پر چھوٹے چھوٹے رسالے لکھ رہا ہوں اور اسی کا نام "مواعظ احمدیہ" رکھا ہے۔"(۴)

واضح ہو کہ "مواعظ احمدیہ" کے مجوزہ نام کا رسالوں کا یہی مجموعہ بعد میں "خطبات احمدیہ" کے نام سے طبع ہوا۔

درج بالا حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسائل لکھے جانے کے دوران جب ولیم میور کی کتاب میں موجود بعض تحریروں کے مضامین تک سرسید کی رسائی ہوئی تو انہیں ناقابل برداشت پایا اور ان پر پہلی بار دل کو جلا دینے والی کیفیت طاری ہوئی۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ انہیں اس سے پیشتر اس کتاب کے بعض مقامات کے متعلق پوری آگہی نہ تھی۔ خود تو انگریزی جانتے نہیں تھے لہٰذا شروع شروع میں انگریزی خواں طبقے نے ان سے اس کتاب کا جس انداز میں تعارف کروایا' اسے انہوں نے سطحی طور پر ہی قبول کیا تھا۔ اب انہوں نے ایک مصمم ارادے کے ساتھ اپنی تالیف کی طرف توجہ کی۔ اس دوران انہوں نے طباعت کے اخراجات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے چندہ وصول کرنے' سود پر قرض حاصل کرنے اور اپنے برتن تک بیچ دینے کا عندیہ ظاہر کیا کیونکہ اس وقت روپیہ کا حصول ہی سب سے بڑا مسئلہ تھا اگرچہ تاجروں سے گفت و شنید کے نتیجے میں انہیں زیادہ تر یقین تھا کہ لاگت منافع کے ساتھ واپس ہو جائے گی۔ اس کا اظہار انہوں نے اپنے خط میں یوں کیا :

"اگر یہ کتاب بعد چھپنے کے خاک میں ملا دی جائیگی تب بھی ہزار روپیہ' جو قرض لئے جاتے ہیں' وصول ہو

جائیں گے ...... مجھ کو کچھ شک نہیں ہے کہ جس قدر روپیہ لگے اس سے بہت زیادہ قیمت سے وصول ہوگا، صرف اس وقت روپیہ لگانے کا وقت ہے۔"(۵)

یہ الگ بات ہے کہ بعد میں طباعت کے اخراجات توقع سے زیادہ دکھائی دیئے اور پریشانی ہوئی۔

درج بالا واقعات ان تمام قلم کاروں کی ان اختراعات کی تردید کرتے ہیں کہ سرسید نے لندن کا سفر محض ولیم میور کی کتاب کا جواب تحریر کرنے کے لئے کیا اور صرف اسی مقصد سے انہوں نے سفر اور دیگر اخراجات پورا کرنے کے لئے قیمتی متاع تک بیچ ڈالا۔ اس کی تردید ان کے قریب ترین دوست نواب محسن الملک کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جس میں انہوں نے سرسید کے "بارہا ذکر" کے حوالے سے ان کے لندن جانے کا مقصد واضح کیا ہے۔ لکھتے ہیں :

"جب سید احمد خان لندن جانے کو تھے تو مالی مشکلات اس قسم کی تھیں کہ اگر کوئی دوسرا شخص ہوتا تو اس ارادہ کو پورا نہ کر سکتا۔ انہوں نے اپنے کتب خانہ کو بیچا، گھر اور کوٹھی کو رہن رکھا اور سفر کی تیاری کی انہوں نے بارہا مجھ سے اس بارہ میں پیشتر ذکر کیا تھا کہ میرا مقصود پورا نہیں ہو سکتا۔ جب تک میں بذات خود اصول و طرز تعلیم سے واقفیت حاصل نہ کر لوں۔"(۶)

پس واضح ہوا کہ سرسید نے اپنے قیام لندن سے اس امر کا مکمل فائدہ تو ضرور اٹھایا مگر ان کا سفر لندن محض ولیم میور کا جواب لکھنا نہیں تھا جیسا کہ ہمارے اکثر قلم کار مسلسل اس قسم کے فسانے تراشتے رہتے ہیں، جس کا نمونہ سرسید کے متعلق ڈاکٹر مولوی عبدالحق کی تحریر کے درج ذیل اقتباس میں پایا جاتا ہے :

"جو سر ولیم میور کی کتاب "لائف آف محمد" پڑھ کر بے تاب ہو گیا ہو جس میں اسلام کی حقانیت اور پیغمبر اسلام ﷺ کے کیریکٹر پر حملے اور اعتراض تھے، ہندوستان میں جواب کے لئے کتابوں اور نوشتوں کا کافی سامان نہ ملنے کی وجہ سے انگلستان کا سفر اختیار کرتا ہے اور اس کی اشاعت کے ناقابل برداشت مصارف سے زیربار ہو کر اپنا سامان اور کتب خانہ بیچتا اور کوٹھی رہن کرتا ہے۔ اور دن رات مسلسل محنت کر کے اپنی یادگار ایک بے مثل اور محققانہ تصنیف "خطبات احمدیہ" چھوڑ جاتا ہے......"(۷)

بہر حال کتاب انگریزی میں شائع ہوئی اور فروخت ہوئی۔ ولیم میور نے پڑھی اور بقول سرسید اس نے اس پر یوں تبصرہ کیا :

"میں نے سرسید احمد خان کے اسلام پر اعتراض نہیں کئے بلکہ اس اسلام پر اعتراض کئے ہیں جس کو تمام دنیا کے مسلمان مانتے چلے آ رہے ہیں"(۸)

تو کیا سرسید کا اسلام عامۃ المسلمین کے اسلام سے کوئی الگ مذہب تھا؟ اس کی وضاحت سرسید کے مندرجہ ذیل بیان سے ہوتی ہے جس میں انہوں نے ولیم میور کی کتاب پر اپنے تاثرات بیان کئے ہیں :

"میرے دل پر جو اس کتاب سے اثر پیدا ہوا، وہ یہ تھا کہ اسی زمانہ میں میں نے ارادہ کیا کہ آنحضرتؐ کے

متعلق حالات میں ایک کتاب اس طرح پر لکھی جائے کہ جو باتیں صحیح اور اصلی اور واقعی اور منقح ہیں اور معتبر روایتوں اور صحیح صحیح سندوں سے بخوبی ثابت ہیں ان کو بخوبی چھان بین کر اور امتحان کر کے ترتیب سے لکھا جائے، اور جو حالات مشتبہ اور مشکوک ہیں اور ان کا ثبوت معتبر یا کافی نہیں ہے ان کو جداگانہ اسی ترتیب سے جمع کیا جائے، اور جو محض جھوٹ اور افترا و بہتان یا خود غرض یا احمق واعظوں اور حمقا کو دام تزویر میں پھنسانے والے لوگوں یا احمق خدا پرست اور جھوٹی نیکی پھیلانے والوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں ان کو علیحدہ بہ ترتیب لکھا جائے اور انہی کے ساتھ ان کے غلط اور ان کے نامعتبر ہونے کا ثبوت اور ان کے موضوع ہونے کی وجوہات بھی بیان کی جائیں۔"(۹)

اس تاثر کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے سرسید کے خطبات احمدیہ میں بیان کئے گئے طرز کے درج ذیل نمونے ملاحظہ فرمائیں:

"ابن اسحاق، ابن ہشام، طبقات کبیر المشہور بواقدی، طبری، سیرت شامی، ابو الفدا، مسعودی، مواہب لدنیہ، ان کے سوا عربی اور فارسی زبان میں اور بھی کتابیں ہیں جو انہی سے بنائی گئی ہیں۔ ان کتابوں میں سے پہلی چار کتابیں بہت قدیم ہیں اور باقی بہت پچھلی۔ یہ سب کتابیں تمام سچی اور جھوٹی روایتوں اور صحیح و موضوع حدیثوں کا مختلط مجموعہ ہیں جس میں صحیح اور غلط، مشتبہ اور درست اور جھوٹی اور سچی کسی کا کچھ امتیاز نہیں۔ اور جو کتابیں زیادہ قدیم ہیں ان میں اس قسم کا اختلاط اور زیادہ تھے ...... غرض کہ اب فن سیر کی تمام کتابیں، کیا قدیم کیا جدید، مثل ایسے غلہ کے انبار کے ہیں جس میں سے کنکر، پتھر، کوڑا کرکٹ کچھ چنا نہیں گیا اور ان میں تمام صحیح و موضوع، جھوٹی اور سچی، سند اور بے سند، ضعیف و قوی، مشکوک روایتیں مخلوط اور گڈمڈ ہیں۔"(۱۰)

"واقدی کچھ بڑا معتبر شخص نہیں ہے۔ وہ تو حاطب اللیل یعنی اندھیری رات میں لکڑیاں چننے والا ہے۔ اس کی غلط روایتوں اور جھوٹے قصہ کہانیوں اور بے سند باتوں سے تمام علماء نے اس کو نامعتبر ٹھہرایا ہے۔ محمد بن عبد الباقی الزرقانی۔ خود اس کی کتابیں موجود ہیں جو کچھ بھی قدر و قیمت کے لائق نہیں بجز اس کے کہ جو افواہ اس نے سنا اور جو آواز چڑیا کی خواہ کوے کی اس کے کان میں آئی وہ اس نے لکھ دی، کوئی طریقہ تحقیق کا اور کوئی راستہ تنقیح کا اس نے اختیار نہیں کیا۔"(۱۱)

مفسرین اور تفسیروں کے متعلق سرسید تحریر کرتے ہیں:

"مفسرین نے نہایت موٹی موٹی جلدیں ایسی بیہودہ اور نامعتبر روایتوں سے بھر لی ہیں جن کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ غرضیکہ ایسی تفسیریں اور علی الخصوص وہ جو واعظین کے فائدے کے لئے لکھی گئی ہیں اور جن میں خیالی اور بیہودہ قصے انبیاء علیہم السلام کے بھرے ہوئے ہیں اور ملائک اور بہشت اور دوزخ اور ان کے اوصاف و خواص کے بیان کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کتب سیر سے خلاف قیاس بیانات کو پیش کرتے ہیں، سراسر غیر معتبر روایات سے مملو ہیں۔"(۱۲)

پروفیسر ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی "خطبات احمدیہ" کا تجزیہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''موضوعاتی تجزیہ کے علاوہ سیرت نگاری کا بعض دوسرے اصولوں کی روشنی میں جب ہم خطبات احمدیہ کا جائزہ لیتے ہیں تو سرسید کے طریق نگارش کے بعض امتیازات و خصائل نظر آتے ہیں جو سب کے سب مثبت نہیں بلکہ خاصے منفی بھی ہیں روایات کی تنقیح و تجزیہ میں سرسید کبھی کبھی افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں' خاص کر بعض مستند روایات کو مسترد کرنے میں حد اعتدال سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر مسلمانوں کی کتابوں کے حالات پر......... وہ امام بخاری کی تاریخ کو ''کچھ بھی قدر کے لائق نہیں'' بتاتے ہیں حالانکہ یہ فیصلہ غیر منصفانہ ہے اسی طرح وہ کتب احادیث میں بھی ان کتابوں کو' جن کو معتبر مانتے ہیں' تنقید و تنقیح سے بالاتر نہیں سمجھتے اور مورخ و سیرت نگار کیلئے ضروری قرار دیتے ہیں کہ ان کی تنقیح بھی ضرور کرے ...... دراصل روایات و احادیث کے بارے میں ایک خاص نقطہ نظر رکھتے ہیں جس کو جمہوریا تمام علمائے کرام کا اتفاق حاصل نہیں۔ دوسرے' سرسید پر عقلیت پسندی کی اتنی گہری چھاپ تھی کہ وہ کسی واقعہ کے معجزانہ پہلو کو قبول کرنے کے لئے کسی طرح تیار نہ تھے اس لئے یا تو وہ اپنے استدلالات سے کھینچ تان کر معقول و معتبر بناتے تھے یا اس کے معجزانہ پہلو سے سرے سے انکار کر دیتے تھے اس طرح وہ نہ صرف روایات کے قبول ورد میں افراط و تفریط کا شکار ہوئے بلکہ بسا اوقات تضادات کے بھی مرتکب ہوئے۔'' (۱۳)

سرسید نے اپنے مجوزہ طریق کار کے مطابق '' خطبات احمدیہ '' میں جس طرح اکثر ائمہ اور مفسرین کی روایات کو غلط اور نا معتبر بتایا' اس کی روشنی میں سرسید کو خود بھی احساس تھا کہ ان کی کتاب پر عام مسلمانوں میں کیا رد عمل ہوگا۔ لکھتے ہیں :

''میرے ہم قوم اس محنت کی' جو میں نے اس کتاب کی تصنیف میں کی ہے' قدر نہیں کریں گے بلکہ نہایت الزام دیں گے اور کافر بتلائیں گے کیونکہ میں پابند تقلید نہیں رہا ہوں اور شاید دو یا تین مسئلوں میں جمہور سے اختلاف کیا ہے اور چند علماء کی رائے سے اتفاق کیا ہے۔ پس ہمارے شفیق تمام چیز کو چھوڑ کر انہی مسئلوں کی بدولت فتویٰ کفر دیں گے'' (۱۴)

ہمارے دانشور '' خطبات احمدیہ '' کی تالیف کے پس منظر کے بیان میں سرسید کے ''عاشق رسول'' ہونے کے بہت بلند و بانگ دعوے کرتے ہیں مگر بد قسمتی سے ان کی اکثریت نے کبھی اس کتاب کے مطالعے کی زحمت گوارا نہیں کی بلکہ بہت سوں کو تو کبھی اس کو ہاتھ لگانا یا دور سے دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا ہوگا' نہ انہیں اس کا حجم یا ضخامت کے متعلق کوئی علم ہے۔ ان کا مسلک فقط یہ ہے کہ اس موضوع پر سرسید کی شان میں جو کچھ کہیں لکھا دیکھا' اسے بلا سوچے سمجھے لفظ بہ لفظ تسلیم کر لیا اور پھر اپنے مضامین میں اس پر خوب خوب حاشیہ آرائی کر کے اسے مزید بڑھا چڑھا کر پیش کر دیا۔ ولیم میور کی کتاب میں کیا لکھا تھا' انہیں اس سے کچھ غرض نہیں۔ پروفیسر ثریا حسین نے ولیم میور کی کتاب میں جھانک کر دیکھا تو یہ کیفیت پائی :

''ولیم میور چاہتا تھا کہ اس کے ہم وطن انگریز ان اصولوں سے فائدہ اٹھائیں جن کے باعث پیغمبر

اسلام اور ان کے خلفانے کامیابیاں حاصل کیں۔ اس نے قبل اسلام کے عربوں، خاص کر اہل مکہ کی تجارتی سرگرمیوں کے متعلق وسیع اور عمیق انداز میں غیر جانبداری سے لکھا اور اسلام کی قدیم تاریخ سے واقعات کو معروضیت سے پیش کیا۔ وہ آنحضرتؐ کے لئے پیغمبر کا لفظ بکثرت استعمال کرتا ہے۔ ہم ولیم میور کے اخذ کردہ نتائج سے متفق نہ ہوں گے مگر اسے شر پسندی اور شدت آمیزی کے لئے مورد الزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ حضرت محمدؐ کی سوانح عمری نیز مذہب اسلام پر متعدد کتابیں مغربی زبانوں میں موجود ہیں، جب ان سے مقابلہ کریں تو میور کی کتاب اتنی ہمدردی سے لکھی گئی ہے کہ کہیں کہیں اسلام کا دفاع معلوم ہوتی ہے۔"(۱۵)

خود سرسید نے ولیم میور کی تحریروں سے جو اقتباسات پیش کئے ہیں ان میں سے دفاعی انداز کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس نے (یعنی مذہب اسلام نے) ہمیشہ کے واسطے اکثر توہمات باطلہ کو، جن کی تاریکی مدتوں سے عرب کے ملک جزیرہ نما پر چھارہی تھی کالعدم کر دیا اسلام کی صدائے جنگ کے روبرو بت پرستی موقوف ہوگئی اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ایک خاص اور ہر ایک جگہ احاطہ کی ہوئی قدرت کا مسئلہ حضرت محمدؐ نے معتقدوں کے دلوں اور جانوں میں ایسا ہی زندہ اصول ہوگیا ہے جیسے کہ خاص محمدؐ کے دل میں تھا۔ مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات، جو خاص اسلام کے معنی ہیں، یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیے۔ بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں ہیں، چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں۔ یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیے، غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت برتنی چاہیے، نشہ کی چیزوں کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔"(۱۶)

پروفیسر ثریا حسین دونوں کتابوں کا مقابلہ کرتے ہوئے تحریر کرتی ہیں:

"خطبات احمدیہ کا ولیم میور کی کتاب کی فہرست مضامین سے مقابلہ کریں تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ بذات خود یہ بارہ خطبے سید احمد خان کے حصول مقصد کے لئے ناکافی ہیں، مثلاً اس میں عربوں کی تجارتی سرگرمیوں کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں ملتا جن پر ولیم میور نے بڑا زور دیا تھا۔ اس کے خیال میں یہ ہی پیغمبر اسلام کی کامیابی کا اولین سبب تھیں۔ ولیم میور نے اپنی طرف سے اسلام پر کوئی خاص اعتراض نہیں کیا بلکہ اس نے قدیم مورخوں کے بیانات کو محض نقل کر دیا ہے۔ جس سے ان کے خیالات کی توجیہہ تو ہو جاتی ہے لیکن ولیم میور کی تردید نہیں ہوتی۔"(۱۷)

محترمہ مصنفہ، سر ولیم میور کے متعلق تحریر کرتی ہیں کہ وہ:

"ہندوستان میں ممتاز عہدوں پر فائز رہا............ وہ اپنے آبائی مذہب عیسائیت پر ایمان رکھتا تھا اور باعمل تھا۔ اس نے چھ سات کتابیں لکھیں مگر اہم ترین تصنیف "لائف آف محمد" ہے جس کا نظر ثانی کے بعد

مختصر کر کے صرف چوتھائی حصہ باقی رہ گیا اور اب یہ ہی ایڈیشن ملتا ہے اس کمی بیشی کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ میور نے پیغمبر اسلام کی ضرورت سے زیادہ مدح و ستائش کی تھی تاکہ اس کے خراب اثرات کو مغربی قارئین پر کم کیا جاسکے' وہ پیشہ ور مستشرق نہ تھا" (۱۸)

بہر حال زیادہ وقت نہ گزرا کہ "دل کو جلا دینے والی اس کتاب" کا مصنف سر ولیم میور' سر سید کی آنکھ کا تارا بن گیا۔ **11** دسمبر **1875**ء کو علی گڑھ کالج کی مالی کمیٹی کے ایک اہم اجلاس کا ذکر کرتے ہوئے فرانسیسی دانشور گارساں دتاسی بیان کرتے ہیں :

"سر ولیم وہاں پہنچے تو کمیٹی کے سیکرٹری سید احمد خان نے اردو زبان میں اپنی رپورٹ پڑھ کر سنائی جس کے شروع میں سر ولیم کی بجا طور پر تعریف تھی۔" (۱۹)

ولیم میور نے فصیح اردو میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا :

"میرے دوست سید احمد خان عرصے سے یہ اینگلو اورینٹل محمڈن کالج قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کمیٹی کے ارکان نے اس کار نیک کو جامہ عمل پہنانے میں ان کی امداد کی' وہ حد درجہ مستحسن ہے۔ جب سے مجھے اس کالج کا ناظر اعلیٰ نامزد کیا گیا تو مجھے خواہش ہوئی کہ اس ادارے کا معائنہ کروں اور ضرورت ہو تو اسے اپنے مشورے پیش کروں۔ میں نے اس کام کے لئے چندہ دینے میں صرف اس لئے حصہ لیا کہ یہاں غیر دینی علوم اور یورپی ادبیات کی تعلیم دی جائے۔ رپورٹ سے یہ سن کر مجھے عین مسرت ہوئی کہ یہ مقصد حسن و خوبی سے پورا ہو رہا ہے۔" (۲۰)

علی گڑھ کی غیر دینی کیفیت پر مسرت کے اظہار کے بعد اس نے عیسائیت کے حق میں یوں "گوہر افشانی" کی :

"عیسائیوں کو اس ادارے سے کیوں نہ بجا طور پر دلچسپی ہو کہ اس کی اساس اتنی وسیع اور رواداری نہ بنیادوں پر رکھی گئی ہے۔ پھر انہوں نے غیر مذہبی مدارس کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ وہ ہندوستان جیسے ملکوں میں ناگریز ہیں کیونکہ وہاں کئی مذہب پائے جاتے ہیں اور حکومت کے لئے مناسب نہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو لوگوں پر عائد کرے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ حکومت عیسائیت کے ساتھ رعایت آمیز برتاؤ نہ کرے' جیسا کہ میں خود کرتا ہوں' کیونکہ مجھے اس پر ایمان ہے کہ وہ خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے اور اس کی صداقتوں سے انسان کے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اسکے بعد سر ولیم نے طلبہ کو مفید مشورے دیئے۔ اس کالج کے سرپرست نوجوان' راجاؤں اور خاص کر سید احمد خان کی مدح و ستائش کے بعد آپ نے آخر میں انتظامی کمیٹی کی تعریف کرتے ہوئے اپنی تقریر ختم کی۔" (۲۱)

ولیم میور کے الفاظ کی گہرائی پر غور فرمایئے۔ "اسباب بغاوت ہند" کا مصنف عیسائیت کی صداقت کے اظہار میں سرکاری پالیسی کے رعایت آمیز برتاؤ پر اس وقت اور اس کے بعد بھی عمر بھر ہلکا سا کوئی خاموش احتجاج اشارتاً بھی نہ کر سکا' کجا وہ احتجاج جو اس نے اپنی کتاب میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی متذکرہ پالیسی کے خلاف تحریر کر کے شہرت پائی تھی۔ یہ وہی سرسید ہیں جن کے متعلق الطاف حسین حالی لکھتے ہیں :

"اسلامی حمیت جیسی اس شخص میں پائی جاتی تھی، نہ وہ مولویوں اور واعظوں میں دیکھی گئی نہ صوفیوں اور درویشوں میں۔ جب کوئی بے جا حملہ اسلام یا مسلمانوں پر غیر مذہب والوں کی طرف سے ہوا اس نے فوراً اس کی مدافعت کی۔ نہ اس معاملہ میں اس کو اپنی صلح کل کی پالیسی کا پاس و لحاظ تھا اور نہ اس بات کی کچھ پروا تھی کہ فریق ثانی کس رتبہ اور درجہ کا آدمی تھا۔" (۲۲)

ایک اور جگہ تحریر کرتے ہیں :

"سرسید کی مذہبی زندگی میں دو ایسی متضاد خاصیتیں پائی جاتی تھیں۔ جو ایک مذہبی آدمی میں بہت کم جمع ہوتی ہیں، حالانکہ اسلامی حمیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ باوجود اس کے مذہبی تعصبات سے وہ بالکل پاک تھے۔" (۲۳)

کیا یہ سرسید کی متذکرہ متضاد خاصیتوں کا مظاہرہ تھا جو ولیم میور کے مقابلے میں ایک ہندو سوامی دیانند سرسوتی کے معاملے میں وقوع پذیر ہوا؟ اس پر کوئی رائے زنی کرنے سے قبل سرسوتی کا معاملہ مولوی عبدالحق کی زبانی سنئے :

"اگرچہ وہ (سرسید) پکے مذہبی اور اسلام کے شیدائی تھے مگر تعصب ان میں نام کو نہ تھا..... سب کو معلوم ہے کہ سوامی دیانند سرسوتی نے اپنی کتاب "ستیارتھ پرکاش" میں اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے خلاف نا قابل برداشت دریدہ دہنی سے کام لیا ہے جس نے ہندو مسلمانوں میں سخت منافرت پھیلا دی تھی لیکن جب سوامی جی کا انتقال ہوا تو سرسید نے ان کی وفات پر بڑا آرٹیکل لکھا اور ان کے اصلاحی کاموں کی بے حد تعریف کی جسے پڑھ کر حیرت ہوتی تھی۔ یہ ہے ایک سچے اور پکے مسلمان کی بے تعصبی اور رواداری۔ یہ ایک نہیں ایسی ان کی بیسیوں تحریریں ہیں۔" (۲۴)

سرسید نے اپنے آرٹیکل مطبوعہ علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ (31 اکتوبر 1883ء) میں سوامی کے متعلق اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا تھا :

"ہم سے اور سوامی دیانند سرسوتی مرحوم سے بہت ملاقات تھی۔ ہم ہمیشہ ان کا نہایت ادب کرتے تھے کیونکہ ایسے عالم اور عمدہ شخص تھے کہ ہر مذہب والے کو ان کا ادب لازم تھا...... ایسے شخص تھے جن کا مثل اس وقت ہندوستان میں موجود نہیں ہے اور ہر شخص کو ان کی وفات کا غم کرنا لازم ہے کہ ایسا بے نظیر شخص ان کے درمیان سے جاتا رہا۔ ان کے سبب سے ایک نئی شاخ ہندو مذہب میں قائم ہو گئی جو آریہ سماج کے نام سے مشہور ہے۔" (۲۵)

بزرگ صحافی عزیز ملک، دیانند سرسوتی کا تعارف یوں کرواتے ہیں :

"1875ء میں ایک دشمن اسلام متعصب ہندو سوامی دیانند سرسوتی نے آریہ سماج کی بنیاد رکھی اور اس عقیدہ کا پرچار شروع کیا کہ برصغیر صرف ہندوؤں کا ملک ہے اور ہندوؤں ہی کے لئے ہے، غیر ہندوؤں کے لئے یہاں رہنے کی کوئی جگہ نہیں۔ مسلمانوں سے عملی

نفرت کے ابتدائی جراثیم اسی تحریک سے پیدا ہوئے۔"(۲۶)

ڈاکٹر شفیق علی خان آریہ سماج کی اسلام مخالف اور مسلم کش سرگرمیوں کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

"گزشتہ صدی کے آخری چوتھائی عرصہ میں ہندوؤں نے کھل کر تشدد' تعصب اور تنگ نظری کا مظاہرہ کیا۔ "آریہ سماج" کا قیام عمل میں آیا۔ آریہ سماجی پنڈتوں نے کھل کر مسلمانوں کے مذہب' تمدن تاریخ اور زبان پر حملے کئے۔ جگہ جگہ بازاروں اور کھلے میدانوں میں انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ مناظرے کئے اور اسلام کی حقیقت کو چیلنج کیا...... آریہ سماجیوں کی حکمت عملی یہ تھی کہ مسلمانوں کے دین اور تمدن پر حملے کر کے ان کو مرعوب کیا جائے اور ان کو دوبارہ ہندو مت اختیار کرنے کی ترغیب دی جائے' اور جو لوگ ہندو بنتے جائیں ان کو ہندو مت کی پانچویں ذات یعنی شودروں سے بھی بدتر درجہ دیا جائے۔ آریہ سماجیوں کی یہ جسارت واقعی قابل مذمت تھی اور اسی سے فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ مسلمانوں سے مناظروں اور مباہلوں کے بعد آریہ سماجیوں نے "شدھی تحریک" چلائی......اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو از سر نو ہندو مت میں داخل کیا جائے۔ ہندو پنڈتوں نے یہ استدلال دیا کہ آج کے مسلمان کل کے ہندو تھے لہذا ان کو دوبارہ اپنے قدیم مذہب کی طرف لوٹنا چاہیے' اور اس مقصد کے لئے انہوں نے جگہ جگہ دورے کر کے اور خاص طور پر دیہات کے مسلمانوں کو ہندو بنانا شروع کر دیا......... آریہ سماج نے جس تشدد' تعصب اور تنگ نظری کا مظاہرہ کیا اس کے نتیجہ میں "ہندو مہاسبھا" اور "راشٹریہ سیوک سنگھ" جیسی سیاسی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا جن کا واحد مقصد بر صغیر کے مسلمانوں کو ختم کرنا تھا"۔(۲۷)

حیرانی ہوتی ہے کہ دیانند سرسوتی کے معاملے میں اسلامی حمیت کے اس جذبے کا مظاہرہ کیوں نہ ہو سکا جس کا چرچا ولیم میور کے ضمن میں کیا جاتا ہے؟ وہ سرسید جنہیں الطاف حسین حالی نے کبھی اس حالت میں دیکھا تھا کہ

"وہ جب کبھی اور کاموں سے فارغ ہو کر بیٹھتے تھے' اکثر سر ولیم کی کتاب کا ذکر کرتے تھے اور نہایت افسوس کے ساتھ کہتے تھے کہ اسلام پر یہ حملے ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کو مطلق خبر نہیں"(۲۸)۔

"سوامی جی" کی کتاب پر ان کا دل کباب کیوں نہ ہوا؟ کیا یہ سرسید میں "کوٹ کوٹ کر بھری گئی اسلامی حمیت" کا رد عمل تھا یا مذہبی تعصبات سے بالکل پاک ہونے کا مظاہرہ؟ سرسید نے ایسی ہی ایک مثال میں اس کی وجوہ اس طرح بیان کی ہیں:

"ہم نے جناب سر ولیم میور صاحب کی کتاب کی تردید میں کتاب لکھی جن سے ہماری نہایت دوستی تھی لیکن باہمی ملاقات میں کبھی ذکر نہیں آیا اور نہ اس دوستی میں' جو تھی' کبھی فرق ہوا۔ ہم دونوں جانتے تھا کہ وہ اپنے اپنے خیالات ہیں۔ ماسٹر رام چندر صاحب حد اعتدال سے بڑھ کر اسلام کے بر خلاف کتابیں لکھتے ہیں اور ہم بدستور ان کو اپنا دوست سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ان کے خیالات ہیں' غایت مافی

اللباب یہ ہے کہ ان خیالات کو غلط جانتے ہیں۔ ہم سے آج تک کسی غیر مذہب کے شخص سے باہمی دوستانہ ملاقات میں مذہبی گفتگو نہیں ہوئی۔ 35 سال تک ایک اخبار کی ادارت کی مگر کوئی مضمون ایسا نہیں لکھا جس میں تعصب کی بو پائی جاتی ہو۔"(۲۹)

عجیب بات ہے کہ اسلام کے خلاف کتابیں لکھنے والے سب سرسید کے دوست تھے اور انہوں نے سب کی دوستی کا حق ادا کیا۔ "لائف آف محمد" کے جواب میں "خطبات احمدیہ" کا بہت تذکرہ کیا جاتا ہے مگر یہ نہیں بتایا جاتا کہ "ستیارتھ پرکاش" جیسی "ناقابل برداشت دریدہ دہنی" اور "حدِ اعتدال سے بڑھ کر اسلام کے بر خلاف کتابیں" لکھے جانے کے باوجود سرسید کی اسلامی حمیت بے تعصبی اور دوستی کے نام پر کیوں قربان ہو گئی بلکہ ولیم میور کا معاملہ بھی بھلا دیا گیا اور اسلام پر ہونے والے حملوں کے معاملے میں مسلمانوں کی بے خبری پر افسوس کا اظہار کرنے والا باخبر ہوتے ہوئے بھی گنگ ہو گیا۔ ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سرسید اپنی علمی اور مجلسی زندگی کی ابتدا کے بہت سے اعتقادات و نظریات سے رجوع کر چکے تھے' اس معاملے میں بھی انہوں نے سابقہ خیالات تبدیل کر لئے تھے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص ان سے ولیم میور اور دیانند سرسوتی کی کتابوں پر ان کے متضاد رد عمل کے بارے میں دریافت کرتا تو وہ صاف صاف بتلا دیتے کہ پہلا واقعہ خالص تعصب کا مظاہرہ تھا جو بعد میں ولیم میور سے باہمی تعریف و توصیف میں بدل دیا گیا جبکہ سرسوتی کے معاملے میں خوشگوار رد عمل بے تعصبی اور "ایک سچے اور پکے مسلمان کی حقیقی اسلامی حمیت" کا نمونہ تھا۔

﴿ حواشی ﴾

(۱) خطوط سرسید، ص ۴۹

(۲) خطبات احمدیہ، ص ۱۳

(۳) خطوط سرسید، ص ۳۱

(۴) خطوط سرسید، ص ۴۶

(۵) خطوط سرسید، ص ۶۱

(۶) حیات جاوید (۱) ص ۱۵۰

(۷) سرسید احمد خان، ص ۲۰۔۲۱

(۸) حیات جاوید (۲) ص ۱۸۸

(۹) خطبات احمدیہ، ص ۱۳

(۱۰) خطبات احمدیہ، ص ۸

(۱۱) خطبات احمدیہ، ص ۹

(۱۲) خطبات احمدیہ، ص ۲۰۷

(۱۳) فکر و نظر علی گڑھ، سرسید نمبر ۱۹۹۲ء ص ۲۲۵۔۲۲۶

(۱۴) خطوط سرسید، ص ۱۷

(۱۵) سرسید احمد خان اور ان کا عہد، ص ۱۱۵

(۱۶) خطباتِ احمدیہ، ص ۱۵۰
(۱۷) سرسید احمد خان اور ان کا عہد، ص ۱۱۶
(۱۸) سرسید احمد خان اور ان کا عہد، ص ۱۱۵ (حاشیہ)
(۱۹) مقالاتِ کارساں دتاسی (۲) ص ۳۴۷
(۲۰) مقالاتِ کارساں دتاسی (۲) ص ۳۴۸
(۲۱) مقالاتِ کارساں دتاسی (۲) ص ۳۴۸۔۳۴۹
(۲۲) حیاتِ جاوید (۲) ص ۵۵۲
(۲۳) حیاتِ جاوید (۲) ص ۵۴۹
(۲۴) سید احمد خان، ص ۸۴۔۸۵
(۲۵) سرسید کی تعزیتی تحریریں، ص ۱۹
(۲۶) صحافت اور تحریکِ آزادی، ص ۶۴
(۲۷) تاریخ و تحریکِ پاکستان، ص ۷۶۔۷۷
(۲۸) حیاتِ جاوید (۲) ص ۱۳۵
(۲۹) تذکرہ سرسید، ص ۳۴۰

کتابیات

۱۔ تاریخ و تحریکِ پاکستان (مجلّہ علم و آگہی نمبر) گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی (۸۴۔۱۹۸۳ء)
۲۔ تذکرہ سرسید (محمد امین زبیری) پبلشرز یونائیٹڈ لاہور (۱۹۶۴ء)
۳۔ صحافت اور تحریکِ آزادی (عزیز ملک) شعیب پبلشرز لاہور (۱۹۸۴ء)
۴۔ حیاتِ جاوید (الطاف حسین حالی) نامی پریس کان پور (۱۹۰۱ء)
۵۔ خطباتِ احمدیہ (سرسید احمد خان) مسلم پرنٹنگ پریس لاہور (ب۔ت)
۶۔ خطوطِ سرسید (مرتبہ سید راس مسعود) نظامی پریس بدایوں (۱۹۲۴ء)
۷۔ سرسید احمد خان اور ان کا عہد (پروفیسر ثریا حسین) ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ (۱۹۹۳ء)
۸۔ سرسید کی تعزیتی تحریریں (مرتبہ اصغر عباس) ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ (۱۹۸۹ء)
۹۔ سرسید احمد خان، حالات و افکار (ڈاکٹر مولوی عبدالحق) انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی (۱۹۷۵)
۱۰۔ فکر و نظر علی گڑھ (سرسید نمبر) (۱۹۹۲)
۱۱۔ مقالاتِ گارساں دتاسی (جلد دوم) انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی (۱۹۷۵ء)

Adarts-SJS-17/98

پروفیسر عبدالماجد *

ایک غلطی کی اصلاح

پاکستان ٹیلی ویژن پر چند روز قبل مورخہ 3 نومبر 2000ء بروز جمعہ فہم القرآن کے نام سے ایک پروگرام میں جو پشاور سنٹر سے پیش کیا جارہا تھا ایک ڈاکٹر صاحب (ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء) نے قرآن کی تفسیر بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ قرآن میں جہاں زمین و آسمان کی پیدائش کا ذکر ہے وہاں "سواء" کا لفظ آیا ہے اور اس کا معنی ہے "برابر" "ایک جیسے" یعنی اللہ تعالیٰ نے پورے چھ دنوں میں (یعنی چھ برابر دنوں میں جو ایک دوسرے سے نہ کم تھے نہ زیادہ) بلکہ برابر تھے مراد ہے۔

اصل میں ڈاکٹر معراج الاسلام صاحب چوبیسویں پارے میں سورہ حم السجدہ کی آیت ۱۰ کا حوالہ دے رہے تھے جس میں اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں 'ارشاد ربانی ہے۔

قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین و تجعلون له انداداً ذالك رب العلمینo وجعل فیها رواسی من فوقها و بارك فیها وقدر فیها اقواتها فی اربعة ایام سواء للسائلین۔ ان دو آیات کا ترجمہ یوں ہے

"آپ کہہ دیجئے کیا تم اللہ کا انکار کرتے ہو اور تم اس کے شریک مقرر کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین پیدا کر دی' سارے جہان کا پروردگار وہی ہے۔ اور اس نے زمین میں اس کے اوپر سے پہاڑ گاڑ دیئے اور اس میں برکت رکھ دی اور اس میں (رہنے والوں کی) غذائیں بھی تجویز کر دیں (صرف) چار دنوں میں' ضرورت مندوں کے لئے یکساں طور پر"

یہاں ڈاکٹر صاحب ذرا غور کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ لفظ سواء کا تعلق یہاں اپنے ماقبل سے نہیں بلکہ اپنے مابعد کے یعنی السائلین کیساتھ ہے۔ یعنی پوچھنے والوں کیلئے جوبات وہ پوچھنا چاہتے تھے وہ پوری ہوئی۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سواء کا مفہوم یہ مراد لیتے ہیں :

"یعنی زمین پر بسنے والوں کی خوراکیں خاص اندازہ اور حکمت سے زمین کے اندر رکھ دیں۔ چنانچہ ہر اقلیم اور ہر ملک میں وہاں کے باشندوں کی طبائع اور ضروریات کے مطابق خوراکیں مہیا کر دیں۔ یعنی یہ سب کام

---

* ماڑی خان خیل، تحصیل و ضلع مانسہرہ

چار دنوں میں ہوا۔ دو روز میں زمین پیدا کی گئی اور دو روز میں اس کے متعلقات کا بندوبست ہوا۔ جو پوچھے یا جو پوچھنے کا ارادہ رکھتا ہے اسے بتلا دو کہ یہ سب ملکر چار دن ہوئے بدون کسر اور کمی بیشی کے۔

حضرت شاہ رفیع الدین صاحب لکھتے ہیں :

"یعنی پوچھنے والوں کا جواب پورا ہوا"

عبداللہ یوسف علی لکھتے ہیں :

"Sailin" may mean either (i) those who seek or (ii) those who ask or inquire. If the former meaning is adopted, the clause means that everything is apportioned to the needs and appetites of God's creatures. If the lather, it means that the needs of inquirers are sufficiently met by what is started here.

انکے مطابق بھی سواء کا معنی یہ ہے کہ پوچھنے والوں کے سوال کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے یہ بات بیان کر دینا کافی ہے۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ معارف القرآن ج ۷ ص ۶۳۷ پر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

"معنی یہ ہیں یہ سب تخلیقات عظیم ٹھیک چار دنوں میں ہوئی ہیں بعض مفسرین ابن زید وغیرہ نے للسائلین کا تعلق جملہ قدر فیھا اقواتھا کے ساتھ قرار دیا ہے اور سائلین کے معنی طالبین و محتاجین کے لئے ہیں اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ زمین میں اللہ تعالیٰ نے جو مختلف اجناس و اقسام کی اقوات و ضروریات پیدا فرمائی ہیں یہ ان لوگوں کے فائدے کے لئے ہیں جو ان کے طالب اور حاجت مند ہیں اور چونکہ طالب و محتاج عادتاً سوال کیا کرتا ہے اس لئے اس کو سائلین کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی "سواء" کا معنی کرتے ہیں۔

"Complete, this for the inquirers. The import of (سواء) in the context is that God created all these things in so many entire and complete days"

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ ج ۱۵ میں آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

سواء یعنی ٹھیک چار دنوں میں یعنی جو لوگ دریافت کریں کہ زمین اور کائنات کی تخلیق کتنی مدت میں ہوئی تو ان کے لے یہ پوری گنتی بیان کر دی۔ یا اس کا تعلق قدر محذوف سے ہے یعنی طلب گاروں کے لئے زمین میں یہ روزی چار دنوں میں بنا دی گئی۔

اس آیت کے آگے آسمان کی پیدائش کا ذکر دو دنوں میں کیا ہے یعنی کل چھ دنوں میں زمین و آسمانوں کو پیدا کیا۔ اب معلوم نہیں ڈاکٹر صاحب نے سواء کا ترجمہ و مفہوم کہاں سے "ایک جیسے" بیان کیا ہے۔ اگرچہ ہم

بھی یہی کہتے ہیں کہ ان دنوں سے مراد یہ چوبیس گھنٹے کے دن مراد نہیں ہیں۔

کیونکہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے مطابق اس وقت چونکہ سورج وغیرہ کا نظام نہیں تھا اس لئے یہ دن مراد نہیں ہو سکتے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں اور جدید سائنس دان بھی یہی کہتے ہیں کہ دنوں سے مراد کافی لمبا عرصہ ہے۔ ڈاکٹر موریسن لیکائے کے مطابق :

Days mean in reality , very long periods, or Ages, or Aeons.

وہ ہزار سال بھی ہو سکتا ہے اور لاکھوں کروڑوں اور اربوں سال بھی (واللہ اعلم)

لیکن کسی مفسر نے یہ نہیں لکھا کہ قرآن میں سواء کا ترجمہ یہ ہے کہ دن برابر برابر تھے۔ ویسے سائنسی طور پر جب "periods of time" مراد لیتے ہیں تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ چھ ادوار برابر تھے یا ہو سکتے ہیں لیکن قرآن میں سواء کا جو لفظ آیا ہے اس سے ڈاکٹر معراج الاسلام والا 'برابر' مراد نہیں۔ اگر ان کے علم میں ہے کہ کسی مستند مفسر نے یہ لکھا ہے تو پھر وہ ہمارے علم میں لائیں ہم ان کے شکر گزار ہونگے۔

لیکن اگر یہ بات نہیں تو خدارا جب قرآن کی تفسیر بیان کریں تو پورا مطالعہ کر کے آئیں تاکہ ہزاروں لاکھوں لوگ اس غلط تفسیر سے غلط رہنمائی حاصل نہ کریں۔

مجھے چونکہ ڈاکٹر معراج الاسلام صاحب کا ایڈریس معلوم نہیں اس لئے دینی رسائل کے ذریعے ان کے علم میں یہ بات لا رہا ہوں تاکہ آئندہ غلطی نہ ہو۔ کوئی علمیت جتلانا مقصود نہیں اگر وہ یہ پڑھیں تو اپنی غلطی سے رجوع کا اظہار کر دیں تو بہتر ہے۔

مدیر الحق کی طرف سے اظہار تشکر

راقم اور تمام اہل خانہ ان تمام مشائخ و علماء اور مخلص قارئین کا تہہ دل سے ممنون ہے کہ انہوں نے میرے عقد نکاح کے سلسلے میں تہنیتی پیغامات' مبارکباد کے خطوط اور ٹیلیفون کے ذریعے اپنی محبت و خلوص کا اظہار فرمایا اور اپنی دعاؤں میں مجھے یاد کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو دنیا و آخرت کی خوشیوں اور مسرتوں سے نوازے (آمین) .... راشد الحق سمیع

جناب شفیق الدین فاروقی

دار العلوم کے شب و روز

دار العلوم کے نئے تعلیمی سال کا آغاز :

۷ جنوری ۲۰۰۱ء کو دار العلوم کے داخلے شروع ہوئے اور ۱۷ جنوری بروز بدھ مدرسہ میں تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب ایوان شریعت ہال میں منعقد ہوئی۔ اور درس ترمذی سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے باقاعدہ تعلیمی سال کا آغاز کیا۔ اور اس موقع پر آپ نے جامعہ کے طلباء سے ایک موثر خطاب بھی فرمایا اور انہیں علم کی فضیلت 'وقت کی اہمیت' موجودہ زمانے میں علمائے کے کردار' عالمی صورت حال اور بین الاقوامی حالات کے پس منظر میں اپنے آپ کو تیار کرنے کے متعلق نصیحتیں فرمائیں۔ تقریب کے آغاز سے قبل بطور تبرک ہزاروں طلبا نے قرآن خوانی کی۔ بعد میں حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ نے اختتامی دعا کی اس موقع پر دار العلوم کے تمام شیوخ اور اساتذہ کرام بھی موجود تھے۔

مختلف بین الاقوامی صحافیوں کی دار العلوم آمد :

دار العلوم میں حسب سابق غیر ملکی نشریاتی اداروں سے وابستہ افراد اور صحافی حضرات کی آمد کا سلسلہ جوں کا توں ہے اس دوران بھی متعدد یورپی ٹیمیں دار العلوم حضرت مولانا مدظلہ سے انٹرویوز ریکارڈ کرنے آتی رہیں۔ ان میں سر فہرست نیوز ایجنسی "رائٹر" بی بی سی' جرمن ٹیلیوژن اور مشہور زمانہ اخبار نیوز وِیک کے نمائندے کئی دفعہ دار العلوم آئے اور انہوں نے حضرت مولانا مدظلہ سے عالمی صورتحال اور خصوصاً افغانستان پر پابندیوں کے نفاذ کے بارے میں مولانا کا موقف معلوم کیا اس سے قبل 10 جنوری کو متحدہ شریعت کانفرنس کے موقع پر درجنوں غیر ملکی صحافتی ٹیموں نے کانفرنس کی ریکارڈنگ اور رپورٹیں بین الاقوامی میڈیا میں پیش کیں اور خصوصاً عالم عرب کے سب سے مشہور نیوز چینل "الجزیرہ" نے تفصیلی رپورٹنگ پیش کی۔

افغانستان پر پابندیوں کے خلاف دار العلوم کے طلبا کا احتجاجی مظاہرہ :

26 جنوری بروز جمعہ کو ملک بھر میں افغانستان پر پابندیوں کے خلاف دفاع افغانستان کونسل دینی مذہبی جماعتوں کی مشترکہ تنظیم کے احتجاجی مظاہروں کی کال پر دار العلوم حقانیہ میں بھی ایک زبردست احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔ اور اس میں علاقے بھر کے ہزاروں افراد نے بھی بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ شرکت کی۔ احتجاجی جلسے سے حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب مدظلہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور مظاہرہ کے

منتظم مولانا حامد الحق حقانی نے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر طلبا نے امریکہ کے خلاف زبردست نعرہ بازی کی۔ اس دن دفاع افغانستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے دار الخلافہ اسلام آباد میں نکالی جانے والی "عظیم الشان احتجاجی ریلی کی قیادت جو مرکزی جامع مسجد لال مسجد سے نکلی اور آبپارہ چوک میں عظیم جلسہ کی شکل میں اختتام پذیر ہوئی۔ حضرت مولانا نے اس سے اور نماز جمعہ سے قبل لال مسجد میں خطاب کیا۔

رمضان المبارک میں دار العلوم کی علمی وروحانی رونقیں امسال بھی زوروں پر رہیں:

الحمدللہ حسب سابق جامعہ میں امسال بھی تعطیلات رمضان میں استاذ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب مدظلہ دورۂ تفسیر پڑھاتے رہے ۔ جامعہ کی عظیم مسجد اندروباہر مکمل طور پر شرکاء سے بھری رہی۔ جن کی تعداد تقریباً ایک ہزار رہی۔ محدود وسائل کی بناء پر اس سال بھی ہزاروں افراد کو داخلہ نہ مل سکا۔ جس کا ہمیں بھی از حد افسوس ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ ع وسعت دل بہت ہے وسعت صحرا کم ہے ؟

مولانا مدظلہ کے دورۂ تفسیر میں ملک بھر سے آئے ہوئے طلباء اور علماء شامل تھے۔ افغانستان سے بھی کئی طالبان علماء اپنی مصروفیات اور بھاری ذمہ داریاں موقوف کر کے دورۂ تفسیر میں مصروف رہے۔ جامعہ میں باوجود تعطیلات کے رونق کا سماں رہا اور تعطیلات کا گماں نہیں ہوا۔ اسی طرح دار العلوم میں دورۂ میراث حسب سابق حضرت مولانا مفتی سیف اللہ صاحب مدظلہ دورہ تفسیر کے بعد از ظہر پڑھاتے رہے اور اسمیں سینکڑوں طلباء شریک ہیں۔ اسکے علاوہ عربی کی کلاسیں بھی مصری اساتذہ پڑھاتے رہے۔ شعبہ حفظ اور اسلامیہ تعلیم القرآن حقانیہ ہائی سکول بھی تدریسی خدمات میں مصروف رہا۔ رمضان المبارک میں دار العلوم کی علمی وروحانی رونقیں امسال بھی زوروں پر رہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ صاحب مدظلہ کے دورہ تفسیر کی وجہ سے طلباء کی ایک کثیر تعداد دار العلوم میں موجود رہی۔ امسال جامعہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے بھی خصوصی طور سے دورہ تفسیر کا ایک بڑا حصہ اپنے جدید علمی اندازِ بیاں سے پڑھایا۔ جس پر طلبا نے انتہائی مسرت کا اظہار کیا۔ دورہ تفسیر میں تقریباً ۷۰۰ افراد نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب کے دست مبارک سے سندات تفسیر حاصل کیں۔

جامعہ مسجد دار العلوم میں امام مسجد صاحب نے پندرہ روزہ ختم قرآن سنانے کا شرف حاصل کیا۔ ختم کی آخری رات شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب نے رمضان اور قرآن کے فضائل پر طلباء سے مدلل ،علمی خطاب فرمایا۔ ہمیشہ کی طرح شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب اور دیگر دار العلوم کے درجن بھر علماء و طلباء تاجلستانِ آخری عشرہ میں اعتکاف کی سعادت سے فیض یاب رہے۔ شعبہ حفظ و تجوید کے مولانا قاری

حافظ ذاکر اللہ صاحب کے زیر انتظام دارالحفظ میں چھوٹے بچوں نے الگ ختم قرآن پاک تراویح میں 'اور آخری عشرہ میں دارالحفظ کے نوجوان حفاظ و قرأطلبا نے جامع مسجد میں پانچ روزہ شبینہ میں علماء و طلباء کی ایک بڑی تعداد کو قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی۔ ختم قرآن کی شب حضرت مہتمم صاحب نے اپنے خطاب میں شعبہ حفظ کے اساتذہ اور چھوٹے بڑے حفاظ طلباء کو خراج تحسین پیش کیا اور انکی حوصلہ افزائی کیلئے انعامی رقوم سے بھی نوازا۔ ایوان شریعت میں حافظ منظور احمد صاحب کو ہمیشہ کی طرح دو روزہ شبینہ میں قرآن کریم سنانے کی سعادت حاصل رہی۔ جس میں علاقے اور خصوصاً اکوڑہ خٹک کے عوام کی کثیر تعداد شریک رہی۔ اختتامی دعا میں مولانا حامد الحق حقانی اور حافظ راشد الحق نے شرکت کی۔

جامعہ حقانیہ میں کمپیوٹر کلاسز کا اجراء

پندرھویں صدی ھجری کے اس ترقی یافتہ دور میں سائنس کی نت نئی ایجادات سے انکار کرنا ناممکن نہیں بلکہ نصف النہار کے چمکتے دمکتے سورج کے وجود سے انکار کے مترادف ہے۔ بحمد للہ جدید ایجادات وانکشافات اسلام کے کسی مسلمہ حکم ''کلیۃً یا جزیۃً'' سے متصادم نہیں بلکہ اس ترقیات کا ہر نیا عمل احکام اسلام کی حقانیت پر ایک نئی قابل تسلیم دلیل کے طور پر ابھرتا ہے۔ یہی حال کچھ عرصہ قبل سائنس کی دنیا میں انقلاب برپا کرنے والے کمپیوٹر کے نام سے معرض وجود میں آنے والی ایجاد کی بھی ہے۔ موجودہ دور میں کمپیوٹر کو دنیاوی علوم میں جزو لاینفک کی حیثیت حاصل ہے۔ دینی علوم حاصل کرنے والے طلباء کو اپنے علوم میں کمال حاصل کرنے اور اس دور کے حالات کو سمجھنے کے لئے کمپیوٹر ٹیکنالوجی کی تحصیل ناگریز ہو چکی ہے۔ لہذا ان حالات اور ضرورت کے پیش نظر جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم اور استاذ الحدیث مولانا انوار الحق کی مساعی جلیلہ سے بعض اہل خیر حضرات نے جامعہ حقانیہ کے طلباء کیلئے کمپیوٹر فراہم کرنے کا بندوبست کر لیا ہے۔ جن کی تنصیب جامعہ میں کرا کر امسال یعنی ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۴۲۱ھ سے جامعہ میں باقاعدہ کمپیوٹر کلاسز کا اجراء ہو گا۔ محدود وسائل کے پیش نظر ابتداً تربیت صرف تخصص کے جملہ شرکاء اور دورۂ حدیث کے بعض طلباً تک محدود ہو گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تدریجاً یہ سلسلہ تمام ذی استعداد طلباً کے لئے لازمی قرار دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ دارالعلوم میں ''الحق'' اور اکثر دفتری کام کمپیوٹر پر کیا جاتا ہے اور پاکستان میں انٹرنیٹ کی آمد کے فوراً بعد ہی دارالعلوم حقانیہ نے کنکشن لے لیا تھا اور دنیا بھر کے اداروں سے اس کا ای میل کے ذریعے رابطہ رہتا ہے۔

مولانا محمد ابراہیم فانی

تعارف و تبصرہ کتب

تعمیر حیاتِ لکھنؤ خصوصی شمارہ مفکر اسلام نمبر ۱۰ جولائی تا ۲۵ اگست ۲۰۰۰ء
مدیر: شمس الحق ندوی ناشر: مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ بھارت

زیر تبصرہ شمارہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی ہمہ گیر شخصیت اور عالمگیر خدمات پر نہ صرف ایک خصوصی نمبر بلکہ ایک عظیم تاریخی دستاویز ہے۔ جس سے آئندہ آپ کی تاریخ و سیرت کا طالب علم بطور حوالہ کافی استفادہ کرے گا اور اس کے مطالعہ سے جہاں ایک جانب حضرت مولانا علی میاں رحمہ اللہ کی علمی جہانگریت نمایاں ہوتی ہے تو دوسری طرف اپنی سیرت و کردار کو سنوارنے کے لئے یہ ایک اعلیٰ پیمانہ ہے۔ یہ خصوصی شمارہ 351 صفحات پر مشتمل ہے اور اس کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ انفرادیت و اختصاص' دوسرا مشاہدات و تاثرات' تیسرا حضرت مولاناؒ کی تصنیفات و تالیفات کا تجزیہ' چوتھا خاندان اور شخصیت ساز ماحول کے اثرات جبکہ پانچواں حصہ منظوم نذرانہ ہائے عقیدت کے زیر عنوان ہے۔

اس قسم کے خصوصی شماروں کیلئے چونکہ متعلقین و معتقدین اور متوسلین کے مضامین بھیجتے ہیں جس میں وہ اپنے محبوب اور آئیڈیل شخصیت کو اپنے اپنے انداز میں نذرانہ ہائے عقیدت اور محبت کے پھول پیش کرتے ہیں جس سے فطری طور ہر مضمون نگار یا مقالہ نویس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ میرا مضمون شامل اشاعت ہو۔ مگر اس میں سب سے بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ اس سے رسالہ کی ضخامت کافی بڑھ جاتی ہے اور بعض اوقات اکثر مضامین میں تکرار بھی ہوتی ہے چنانچہ اسی مشکل کو مد نظر رکھتے ہوئے ادارتی کمیٹی نے ایسے مضامین کا انتخاب کیا جو ہر لحاظ سے اپنے موضوع پر محیط ہیں۔ الحمد للہ بر صغیر کے تمام اردو جرائد میں الحق کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے سب سے پہلے الحق کا خصوصی شمارہ حضرت علی میاںؒ کے سانحہ ارتحال پر نکالا۔ جسکی ملک و بیرون ملک انتہائی پذیرائی ہوئی اور سینکڑوں خطوط اسکے متعلق ادارہ کو موصول ہوئے۔ زیر نظر شمارہ میں بھی اسکی طرف معمولی اشارہ موجود ہے۔

انشاء اللہ یہ عظیم نمبر حضرت کی شخصیت کے متعلق ایک تاریخی دستاویز ثابت ہوگی اور وقتاً فوقتاً تعمیر حیات حسب سابق آپ کے ارشادات و فرمودات شایع کرتا رہے گا جس سے ایک دنیا مستفید ہوتی رہے گی۔

کتاب: الهدایه مع نصب الرایه
ترتیب وتحشیہ نصب الرایہ: مولانا منظور احمد تونسوی
ناشر: مکتبہ شرکتِ علمیہ بوہڑ گیٹ ملتان

علمی دنیا میں کون ایسا شخص ہوگا جو کہ ہدایہ کے نام سے ناواقف ہو یہ عظیم اور علمی شاہکار کتاب فقہ حنفی کے متعلق بنیادی معلومات فراہم کرتی ہے۔اسی عظمت کے باعث سالہا سال سے یہ کتاب مدارس میں متداول اور مدرس چلی آرہی ہے یہی وجہ ہے کہ ابھی تک اس کے متعلق بے شمار شروح مختلف زبانوں میں مختصراً اور مطولاً لکھی جاچکی ہے اس کے مولف شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی نے اس کی تالیف پر تیرہ سال صرف کئے۔اور فقہ حنفی کے مطابق مسائل شرعیہ کو دلائل نقلیہ وعقلیہ کے ساتھ ایسے مبرھن کئے جس کی نظیر اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ متدلاتِ حنفیہ میں جو احادیث صاحبِ ھدایہ نے ذکر کی ہیں۔ان کی تخریج پر علامہ جمال الدین زیلعیؒ نے ایک معرکۃ الاراء کتاب بعنوان نصب الرایہ فی تخریج احادیث الهدایہ لکھی۔ جو کہ اکثر شائع شدہ ھدایہ کے نسخوں میں حاشیہ پر موجود ہے مگر ان اشاعتوں میں ایک نقص یہ تھا کہ یہ احادیث متن کے مطابق اسی صفحے پر نہ ہونے کے باعث اس کا مطالعہ میں دشواری پیش آتی۔زیر تبصرہ اشاعت میں مکتبہ شرکت علمیہ ملتان نے تصحیح اغلاط کے ساتھ ساتھ اس کی ترتیب وتحشیہ میں یہ التزام کیا ہے کہ ہر صفحہ کے حواشی اور متعلقہ احادیث کی تخریج اس صفحہ پر رہے تاکہ دورانِ مطالعہ یابوقت تدریس کوئی دقت پیش نہ آئے۔اس طرح کتاب کی ابتداءمیں وقیع مقدمہ نصب الرایہ لگادیا گیا ہے جس سے کتاب کی افادیت میں مزید ہوا ہے۔

بلاشبہ یہ انتہائی دقت طلب کام ہے۔ جس کی سعادت کا سہرہ قاسم العلوم ملتان کے مفتی مولانا منظور احمد تونسوی کے سر ہے۔ اللہ تعالیٰ ادارہ اور مفتی صاحب کو اجر جزیل سے نوازے۔ جنہوں نے اس اہم ضرورت کی طرف توجہ دے کر وقت کے تقاضے کو پورا کیا اور ہم امید کرتے ہیں کہ اس کی باقی جلدیں بھی اسی طرح اسی آب وتاب کے ساتھ آجائیں گی۔ آخر میں راقم کا ایک حقیر مشورہ یہ ہے کہ اگر یہ احادیث ذرا صاف اور جلی حروف میں آجائیں تواس سے نہ صرف پڑھنے میں آسانی ہوگی بلکہ کتاب کا حسن بھی دوبالا ہوگا۔

دار الاشاعت کی جدید مطبوعات ایک نظر میں

خطبات حکیم الاسلام ۵ جلد مکمل

از حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ
مرتب قاری محمد ادریس ہشیار پوری

اضافہ و جدید ترتیب مولانا محمد شفیق صاحب
فاضل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

بے شمار اضافات کے ساتھ	بلحاظ موضوعات	مجلد ریگزین بیروت اسٹائل	بڑا علمی سائز

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کے خطابات پر مشتمل دینی علوم کا خزانہ جس کے مطالعہ سے علم میں اضافہ اور اصلاح کی فکر پیدا ہوتی ہے۔ علماء، طلباء اور عام آدمی کے لئے نہایت کارآمد علمی ذخیرہ۔
اس ایڈیشن میں حضرتؒ کے خطبات و تحریرات جو اب تک دستیاب نہ تھیں یا منتشر تھیں وہ جمع کردی گئی ہیں اور اس میں اضافہ کے ساتھ جدید ترتیب قارئین کی سہولت کیلئے موضوعات کے حساب سے کردی گئی ہے، ان خصوصیات کی وجہ بازار میں دستیاب نسخوں میں ممتاز ایڈیشن۔ جلدوں کی ترتیب درج ذیل ہے: جلد اول اعجاز قرآن و حدیث، جلد دوم سیرت طیبہ و تعلیم و تربیت، جلد سوم، عبادات، اعمال، تزکیہ جلد چہارم حقانیت اسلام و تبلیغ، جلد پنجم افادات علم و حکمت و دار العلوم دیوبند قیمت 1200/

قصص الانبیاء اردو

از علامہ ابن کثیرؒ

مع اضافہ حالات و واقعات نبی آخر الزمان ﷺ اضافہ و ترجمہ مولانا محمد اصغر مغل فاضل دار العلوم کراچی

اردو زبان میں انتہائی مستند اور سلیس انداز میں انبیاء علیہم السلام کے قصص اور واقعات پر مشتمل جس کا ماخذ قرآن و حدیث ہے۔ اس موضوع پر بیشمار کتب دستیاب ہیں جنہیں پورے یقین سے مستند نہیں کہا جاسکتا۔ اسی ضرورت کے پیش نظر بحمد اللہ یہ کام کرلیا گیا۔ دلچسپ اور عام فہم اسلوب سے اس کی افادیت میں بہت اضافہ ہو گیا۔ اصل عربی نسخے میں حضور اقدس ﷺ کے حالات شامل نہ تھے اس کا آخر میں بطور ضمیمہ اضافہ کردیا گیا۔ کمپیوٹر کتابت بڑا علمی سائز اور کاغذ و طباعت کے عمدہ معیار کے ساتھ خوبصورت جلد پر حسین ٹوسٹ کور قیمت 300/

قوت القلوب اردو ۲ جلد

تالیف شیخ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی المکی

اردو ترجمہ مولانا صدر عالم عبد الرحمٰن استاد دار العلوم کراچی

تصوف کی بنیادی اور پہلی کتاب کا اردو ترجمہ ایک عالم کے قلم سے۔ اس کتاب سے حضرت امام غزالیؒ نے اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے علاوہ دیگر اکابر علماء نے جگہ جگہ استفادہ کیا۔ سلیس عام فہم ترجمہ کے ساتھ متعدد مقامات پر احناف کا مسلک بھی ادب سے واضح کر دیا گیا ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ، بڑا علمی سائز، عمدہ کاغذ و طباعت حسین و پائیدار جلد قیمت 600/

حکیمانہ اقوال نصائح اور واقعات

مصنف عبد اللہ بدران اردو ترجمہ اہلیہ دانش کمال صاحب

تفسیر، حدیث، تاریخ، تراجم و ادب میں بکھرے ہوئے نصائح اور حکمت سے بھرپور زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق واقعات کا مجموعہ جسے عربی میں عبد اللہ بدران نے "سمیر المؤمنین" کے نام سے جمع کیا، کمپیوٹر کمپوزنگ، سفید کاغذ، مجلد، قیمت 120/

آزادی نسواں

مرتب عبد الرشید العوید
ترجمہ اردو اہلیہ دانش کمال صاحب

مع رسالہ آزادی نسواں کا فریب (مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم)

دنیا بھر میں آزادی نسواں کی جو تحریک برپا ہے اس کے نقصانات جو زندگی کے ہر شعبہ میں ہو رہے ہیں انہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا اور مسلمان خواتین کو متوجہ کیا گیا تاکہ وہ اس فتنے سے محفوظ رہ سکیں۔ اس موضوع پر حضرت مفتی جسٹس محمد تقی عثمانی مد ظلہم کے خطبات پر مشتمل رسالہ بھی شامل کردیا گیا ہے جس نے اس کی افادیت دوچند کردی ہے۔

کمپیوٹر کمپوزنگ، خوبصورت نیا سائز، حسین و پائیدار جلد قیمت 120/

فضائل مدینۃ المنورہ

امام محمد یوسف صالحی

فضائل مدینہ منورہ پر عشق میں ڈوبی کتاب۔ عمرہ و زیارت پر جانے والوں کیلئے ایک تحفہ، چھوٹا سائز، مجلد قیمت 66/

رابطہ۔ دار الاشاعت اردو بازار کراچی۔ فون ۲۶۳۱۸۶۱-۲۲۱۳۷۶۸

﴿الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل﴾

زیر پرستی عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم **محمد اختر** صاحب دامت برکاتہم

جن منصوبوں پر بحمداللہ کام ہورہا ہے

- ☆ مجاہدین فی سبیل اللہ کی مالی اعانت
- ☆ سیلاب زدگان کی بروقت امداد
- ☆ دینی مدارس و مساجد کی تعمیر و توسیع
- ☆ تھر کے قحط زدہ علاقہ میں کنوؤں کی کھدائی کا انتظام
- ☆ ایمبولینس اور میت گاڑی کا انتظام
- ☆ مختلف زبانوں میں دینی کتابوں کی اشاعت اور مفت تقسیم

جن منصوبوں پر کام شروع کرنیکا ارادہ ہے

- ☆ نادار، یتیموں اور مساکین کو قیام، طعام، لباس اور تعلیم کی سہولیات
- ☆ معذور، بے سہارا علماء اور دیندار افراد کیلئے ماہوار وظیفہ کا انتظام
- ☆ کراچی میں ہسپتال اور بلڈ بینک کا قیام
- ☆ غریب بیواؤں اور ستم رسیدہ عورتوں کی کفالت
- ☆ تھر کے آفت زدگان کیلئے میڈیکل سنٹر کا قیام

یہ کام پچھلے کئی سال سے اہل خیر حضرات کے تعاون سے جاری وساری ہیں لیکن عامۃ الناس کے اصرار پر کہ فلاحی اور رفاہی کاموں میں انکی شرکت کو بھی یقینی بنایا جائے اسلئے اب اسے ایک باقاعدہ ادارہ کی شکل دے دی گئی ہے تاکہ جو چاہے اپنے لئے، اپنے عزیز و اقارب و مرحومین کیلئے آخرت کا سامان پیدا کر سکے۔

چیک اور ڈرافٹ کیلئے : الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)۔ اکاؤنٹ نمبر cd 1961-48 حبیب بینک لمیٹڈ، شاہنواز مارکیٹ برانچ، گلشن اقبال کراچی۔ **مرکزی دفتر :** حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم، مہتمم جامعہ اشرف المدارس، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ و جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال ۲، کراچی۔

Ph: 4981958-4975758-4975658 Fax:4967955 | Email Add: alakhtartrust@hotmail.com

برائے رابطہ : ☆ مسجد اشرف سندھ بلوچ سوسائٹی، گلستان جوہر بلاک ۱۲ 8124143 ☆ مسجد حصہ سورتی مسلم کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی، ماڈل کالونی ملیر 4516800 ☆ اشرفی مسجد نزد کلفٹن پلے لینڈ، کراچی ☆ مولانا عبدالرحمان صاحب، جامع مسجد روال ہل پارک، بلاک نمبر ۶ کراچی 4521460 ☆ صوفی شمیم احمد صاحب، نیو شمیم احمد جیولرز، دوکان نمبر 10، علی سنٹر بالمقابل سن شائن سویٹ طارق روڈ، کراچی۔ 4532167 Fax: 4537915 ☆ فیروز عبداللہ میمن صاحب، مری فوڈ انڈسٹری، ایکسپورٹ پروسسنگ زون لانڈھی کراچی۔ 5082212-13 Fax: 5082214 ☆ شفیق سنز، دوکان نمبر ۱۰۱ بوہری بازار، صدر کراچی۔ 5677101, 5673366 ☆ حافظ محمد سعود صاحب مکان نمبر 10/15 -11-c ناظم آباد ۲، کراچی۔ 6688080 ☆ حافظ عبدالناصر مکان نمبر ۱۰۰، نزد مسجد نور کالج روڈ، محلہ سادھ توالہ پاک پتن شریف، 0443-2259 ☆ مولانا جلیل احمد اخون صاحب مدرسہ جامع العلوم، عیدگاہ بہاولنگر، 0631-72378, 74100 Fax 74378 ☆ صوفی عبدالمقیم صاحب، یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، جامع مسجد قدسیہ نزد چڑیا گھر شاہراہ قائداعظم، لاہور، 042-6370371, 6373310 ☆ قاری اشرف صاحب، مسجد بیت المکرم، عزیز آباد، میرپور خاص۔ ☆ جناب نصیر احمد صاحب، مدرسہ بیت العلوم، ٹنڈو جان محمد، ضلع میرپور خاص، 0231-68441

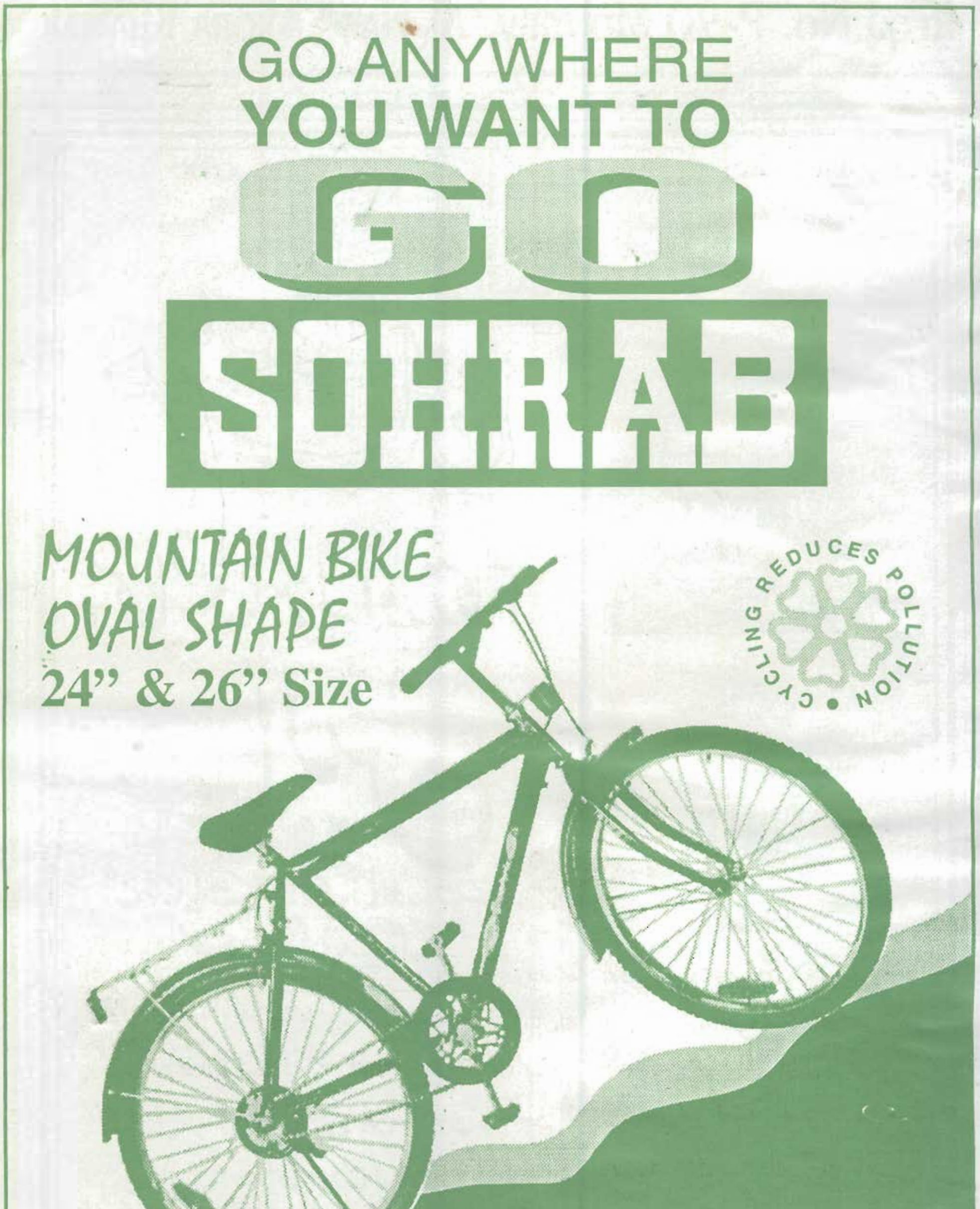
GO ANYWHERE
YOU WANT TO
GO
SOHRAB
MOUNTAIN BIKE
OVAL SHAPE
24" & 26" Size
CYCLING REDUCES POLLUTION
MULTI SPEED GEARS
SPECIAL SIZE TYRES
IMPORTED BRAKES
PAKISTAN'S NO.1 BICYCLE

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

بن بلائے
مہمان

کھانسی، نزلہ اور زکام

سُعالین

ان شکایات کا علاج بھی اور ان سے
محفوظ رہنے کی تدبیر بھی

گلے کی خراش ہو یا کھانسی کی شکایت۔ اسے معمولی سمجھ کر
نظر انداز نہ کیجیے۔ یہ بیماری غفلت سے بڑھ جاتی ہے۔

گلے کی خراش اور کھانسی میں سُعالین کا
فوری استعمال شروع کردیجیے۔

قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ

سُعالین

نزلہ، زکام، گلے کی خراش اور کھانسی کی مفید دوا

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی
شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk